انصار اللہ، موحدین اور رباط مرکز نشریات کی مشترکہ پیشکش

ایم کیو ایم اور اس کے قائد الطاف حسین اپنے نظریات و افکار کے آئینے میں

الکلمة الأخیرة

فیصلہ کن کلام

تالیف

ڈاکٹر محمد ابصار دہلوی

حفظہ اللہ

انصار اللہ، الموحدین اور رباط مرکز نشریات کی مشترکہ پیشکش

ایم کیوایم اور اس کے قائد الطاف حسین، اپنے نظریات و افکار
کے آئینے میں

الکلمة الاخیرة

فیصلہ کن کلام

تالیف: ڈاکٹر محمد ابصار دہلوی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اللہ رب العزت نے کائنات کو وجود بخشنے کے بعد انسان کی تخلیق کی اور پھر اس زمین پر اس کو ایک مقصد کے تحت آباد کیا جس کو قرآن ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا[1]

"بے شک ہم نے اس زمین پر جو کچھ بنایا ہے وہ اس کے لئے زیب و زینت ہے، تا کہ ہم ان کو آزمائیں کہ ان میں سے کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے"۔

لہٰذا اللہ رب العزت نے اس زمین پر انسانوں کو بھیجا تا کہ وہ آزمائے کہ کون ہے جو اس کی فرمانبرداری اور اس کے احکامات کی بجاآوری کرنے والا ہے، تا کہ اس کے اچھے اعمال کی جزا دے اور کون ہے جو اس کی نافرمانی اور اس کے احکام کی حکم عدولی کرنے والا ہے، تا کہ اس کو اس کے برے اعمال کی سزا دے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ انسانوں کے اس زمین پر بھیجے جانے کے بعد ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً[2]

"اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے"۔

---

[1] الکہف:۷۔

[2] الفرقان:۲۰۔

پس یہ آزمائش اس لحاظ سے بھی ہے کہ مختلف علاقوں اور زبانیں بولنے والے لوگوں کے اندر جو اپنی اپنی ثقافت، رہن سہن کی وجہ سے اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں اس میں کون صحیح اور درست طرز عمل اختیار کرتا ہے اور کون ہے جو کہ انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر عصبیت کی آگ میں کود جاتا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ انسان اپنی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن عصبیت یہ ہے کہ انسان ناحق معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ:

((يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ قَالَ لَا وَلَكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يَنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ))[1]

"یارسول اللہ! کیا یہ بھی عصبیت ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت کرے؟ فرمایا: "نہیں! عصبیت یہ ہے کہ آدمی ناحق معاملے میں بھی اپنی قوم کی مدد کرے"۔

کتاب کا اصل موضوع "ایم کیو ایم اور اس کے قائد الطاف حسین، اپنے نظریات و افکار کے آئینے میں" جو کہ سرورق سے ہی واضح ہو چکا ہے کہ یہ تحریر پاکستان میں سرگرم عمل ایک تحریک اور اس کے قائد کے افکار و نظریات اور اس کی جدوجہد سے متعلق ہے جس کو ایم کیو ایم (متحدہ قومی موومنٹ سابقہ مہاجر قومی موومنٹ) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اگر تو موضوعِ بحث کسی انفرادی شخصیت کے افکار و نظریات ہوتے یا پھر کسی ایسی جماعت کی جدوجہد ہوتی جس کا تعلق یا نسبت کسی خاص قومیت یا زبان سے نہ ہوتا تو اس پر بات کرنا اتنا حساس اور احتیاط طلب نہ ہوتا کہ جتنا اس تحریک اور اس کے قائد کے افکار و نظریات پر کلام کرنا حساس اور احتیاط طلب ہے۔ کیوں کہ ایسے کسی بھی معاملے میں کلام جس کا تعلق کسی خاص قومیت یا زبان سے ہو، ذرا سی بھی بے احتیاطی یا بے انصافی، عصبیت کی آگ کو بھڑکا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

[1] ابن ماجة رقم الحديث: ٣٩٣٩۔ مسند احمد رقم الحديث: ١٦٨٢٧۔

لیکن یہ بات بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی گروہ کے افکار یا نظریات اور اس کی عملی جدوجہد اگر اعلانیہ شریعت اور اس کے احکامات کے برخلاف ہوں تو بغیر کسی تغافل اور تساہل کے اس گروہ سے متعلقہ و غیر متعلقہ لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا جانا ازروئے شریعت ضروری ہو جاتا ہے تاکہ وہ اس گروہ کی اصلاح کر سکیں یا پھر خود بھی اس کے فتنے سے بچ سکیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کے فتنے سے بچا سکیں۔

چونکہ ہمارے موضوع کا محور یہ تحریک اور اس کے قائد کے نظریات وافکار ہیں لہٰذا ہمارے اولین مخاطب اس تحریک میں شامل وہ لوگ (کارکنان ورہنما) ہیں، جن کا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہے جن کو عرف عام میں ''سنی مسلمان'' کہا جاتا ہے، چاہے وہ کسی بھی سنی مکتبہ فکر (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، سلفی) سے تعلق رکھتے ہوں۔

دوسرے نمبر پر ہمارے مخاطب وہ اہل السنۃ (عرف عام میں سنی مسلمان) ہیں جو کہ اس تحریک سے کسی بھی طرح کی ہمدردی والفت رکھتے ہیں اور اس تحریک کو اپنے مال وجان کے تحفظ کا ضامن سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے مخاطب وہ اہل السنۃ بھی ہیں جو کہ ایسا طرز فکر رکھنے والی کسی بھی جماعت میں شامل ہوں یا اس سے ہمدردی والفت رکھتے ہوں۔

چنانچہ اب ہم اس تحریک اور اس کے قائد ودیگر رہنماؤں کے افکار و نظریات اور ان کی عملی جدوجہد کا جائزلیں گے اور اس بارے میں شریعت کا کیا موٴقف ہے اس کو بھی واضح کریں گے۔ کوشش یہ ہوگی کہ ہماری گفتگو کا محور ہمارے ملک میں رائج گندی سیاست کی مانند نہ ہو جو کہ جمہوری نظام کا لازمی شاخسانہ ہے بلکہ ہماری مقدور بھر کوشش یہ ہوگی کہ صرف ان اہم اور ضروری نکات پر بحث کی جائے جن کا تعلق ایک مسلمان کے اسلام وایمان کی سلامتی سے ہو۔

ہم اپنی گفتگو کے درمیان موضوع بحث جماعت ایم کیوایم کے لئے ''تحریک''، اس کے سربراہ الطاف حسین صاحب کے لئے ''قائد'' کے الفاظ استعمال کریں گے۔ اسی طرح ہندوستان سے ہجرت

کر کے آنے والے مسلمانوں کے لئے "اردو بولنے والے" کے الفاظ استعمال کریں گے۔ تاکہ ناموں کے بار بار استعمال سے بات کا رخ کسی قسم کی عصبیت کی طرف مڑنے کے بجائے اصل موضوع کی طرف رہے۔ باقی کل کی کل خیر اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے وہ جس کے لئے چاہتا ہے اس کے لئے خیر کے دروازے کھول دیتا ہے۔

ایم کیو ایم اور اس کے قائد الطاف حسین، اپنے نظریات وافکار کے آئینے میں

اس بات سے قطع نظر کہ اس تحریک کا قیام کیوں اور کیسے عمل میں آیا کیوں کہ اس سے متعلق لوگوں میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں:

(۱)...... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس تحریک کا قیام دراصل یہود وہنود کی کارفرمائی اور سازش کا نتیجہ ہے۔

(۲)...... اس کے برعکس بعض لوگ اس تحریک کو اردو بولنے والے کے معاشی و تعلیمی استحصال کا فطری نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

(۳)...... بعض لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ تحریک دراصل دوطرفہ سازش کا نتیجہ ہے، وہ اس طرح کہ ایک طرف اسلام کے نام پر بننے والے ملک کے لئے لاکھوں جانوں اور عزتوں کا نذرانہ دے کر ہجرت کرکے آنے والے مسلمانوں کے حوالے سے استعماری ایجنٹوں نے حکومتی سطح پر ایسے اقدامات کئے جس سے اردو بولنے والے مسلمانوں کے اندر احساس محرومی پیدا کیا جاسکے اور ساتھ ساتھ ایسے حالات پیدا کئے گئے جس سے ان کے اور دیگر قومیتوں کے درمیان بے اعتمادی اور نفرت کی فضاء قائم ہو جائے (جیسا کہ ملک کے تمام صوبوں میں مختلف قومیتوں کے موجود ہونے کے باوجود صرف ایک صوبہ میں ''کوٹہ سسٹم'' کا نفاذ) اور دوسری طرف ایک خفیہ منصوبے کے تحت اردو بولنے والے مسلمانوں اور دیگر مسلمان قومیتوں کے درمیان عصبیت کی آگ کو بھڑکانے کے لئے اس تحریک کی بنیاد رکھی گئی جس کے ذریعے اردو بولنے والوں کے آباؤاجداد کی جانب سے دی جانے والی قربانیوں پر نہ صرف پانی پھیرا جاسکے بلکہ آئندہ ان کی توانائیوں کو اسلام کے بجائے یہود وہنود کی سازشوں کی تکمیل میں جھونک دیا جائے۔

بہر حال!اس تحریک کے وجود میں آنے کی جو بھی وجوہات یا اسباب تھے مگر اس وقت ہماری گفتگو کا محور موجودہ حالات کے تناظر میں اس تحریک اور اس کے قائد کے افکار و نظریات کی وضاحت اور ساتھ ساتھ ان افکار و نظریات اور ان پر کی جانے والی جدوجہد اور مستقبل کے لائحہ عمل اور اہداف کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟اس کو بھی انشاء اللہ واضح کریں گے۔

چنانچہ اب ہم ان اہم نکات پر روشنی ڈالیں گے جو کہ اس تحریک اور اس کے قائد کے بنیادی افکار و نظریات میں شامل ہیں اور جن کی پیروی سے ایک مسلمان اپنے اسلام و ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھ سکتا ہے۔

قادیانیت کا تحفظ

جس طرح ملک کی دیگر سیکولر جماعتیں (خاص کر پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ن)''قادیانیت کے تحفظ''کی بات کرتی ہیں اسی طرح یہ تحریک بھی قادیانیت کے تحفظ کی نہ صرف سب سے بڑی علمبر دار ہے بلکہ اس علمبر داری پر اس تحریک کے قائد کو فخر بھی ہے جس کا وہ بارہا اور برملا اظہار کر چکے ہیں ۔ایک ٹی وی انٹرویو میں کہتے ہیں:

> '''' ایم کیو ایم واحد آرگنائیزیشن ہے کہ جب قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر بیگ صاحب کا انتقال ہوا تھا،واحد الطاف حسین تھا جس نے تعزیتی بیان دیا تھا جس پر کئی اخبارات نے اداریئے لکھے کہ میں نے ''کفر''کیا،اور (اب) میں یہ کفر دوبارہ کرنے جارہا ہوں، جس کا دل چاہے کفر کا فتویٰ دے''۔[1]

اس سے پہلے کہ ہم ''قادیانیت کے تحفظ''کے ممکنات پر بحث کریں کہ آیا ایسی کوئی صورت ممکن بھی ہے یا نہیں،ہم ''قادیانیت''کی حقیقت کو جان لیں کہ یہ کن افکار و نظریات کا مجموعہ ہے اور اس کا

[1] ایکسپریس ٹی وی ستمبر 2009۔ٹی وی اینکر مبشر لقمان کا پروگرام۔

شریعت میں کیا مقام ہے؟ کیوں کہ جب قادیانیت کی حقیقت واضح ہو جائے گی تو خود بخود اس کے ''تحفظ'' کی باتیں کرنے والوں کی حقیقت بھی آشکارا ہو جائے گی کہ کن مقاصد کے حصول کے لئے ''قادیانیت کے تحفظ'' کی بات کی جاتی ہے!

عقیدۂ قادیانیت:

عقیدۂ قادیانیت کو اپنی زبان میں تفصیل سے بیان کرنے کے بجائے ہم قادیانیت کے افکار کو خود قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے جانشینوں کی زبانی پیش کر دیتے ہیں تا کہ اس فتنے کو سمجھنے میں کسی ان پڑھ کو بھی مشکل پیش نہ آئے۔ پس مختصر یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نہ صرف امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ہونے کے دعویٰ رکھنے کے ساتھ ساتھ نبی اور خدا ہونے کا دعوے دار تھا اور جو اس بات سے انکار کرے، اس کو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا تھا اور آج بھی اس کے جانشین اور ماننے والے اس عقیدے پر کاربند ہیں گویا کہ یہ گروہ گمراہی در گمراہی اور ضلالت در ضلالت کا مجموعہ ہے۔ گو کہ اس گمراہی و ضلالت کو بیان کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب بھی کم تھی مگر عوام الناس کو اس فتنے سے آگاہ کرنے کے لئے ہم قادیانیت کے عقائد کو صرف دو لحاظ سے واضح کریں گے:

(۱) عقیدۂ قادیانیت بطور منکر ختم نبوت

(۲) عقیدۂ قادیانیت بطور گستاخ نبوت

عقیدۂ قادیانیت بطور منکر ختم نبوت:

مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اپنے بارے میں کہتا ہے:

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر اس سے انکار کر سکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں"۔[1]

ایک اور جگہ کہتا ہے:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"۔[2]

یہ تھے مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے افکار، اور اس کے جانشینوں اور ماننے والوں کے کیا عقائد ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:

"یہ بات بالکل روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے"[3]

"پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں"۔[4]

عقیدۂ قادیانیت بطور گستاخ نبوت:

قادیانی اپنے عقائد میں نہ صرف عقیدہ ختم نبوت کے انکاری ہیں بلکہ وہ اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کی شان میں بھی کھلم کھلا گستاخی کرنے والے ہیں۔ مرزا غلام احمد

---

[1] خط مسیح حضرت مسیح موعود بہ طرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور۔

[2] بدر، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء۔

[3] حقیقۃ النبوت، مصنف مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان ص ۲۲۸۔

[4] حقیقۃ النبوت، مصنف مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیان ص ۱۷۴۔

قادیانی خود کو معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پرتو اور سایہ قرار دیتا ہے بلکہ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی بھی گردانتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

''خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر اب ہے، اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی. جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہوسکتے، بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو ہی نظر آتے ہیں، صرف ظل (سایہ) اور اصل کا فرق ہے''۔ [1]

''میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں.........بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میں میرا نام ''محمد'' اور ''احمد'' رکھا ہے اور مجھے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل (سایہ) اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا''۔ [2]

مرزا غلام قادیانی، نبی ہونے کے دعویدار ہونے کے باوجود اسی کلمے کے اقراری ہوتے ہیں جو کہ مسلمان ادا کرتے ہیں اور جس سے بعض مسلمان دھوکہ بھی کھاجاتے ہیں اور کہتے کہ ان کے اور ہمارے کلمے میں فرق ہی کیا ہے؟ وجہ اس کی خود قادیانی اپنی کتاب میں یوں بیان کرتے ہیں:

---

[1] کشتی نوح ص ۱۵ خزائن ص ۱۶ ج ۱۹۔

[2] ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸۔

"مسیح موعود (مرزاغلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ضرورت پیش آتی"۔[1]

مرزا قادیانی کے بیٹا اپنے باپ کے بارے میں کہتا ہے:

"یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا، تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ نے پھر محمد صلعم کو (مرزا کی صورت میں) اتارا"۔[2]

مرزاغلام قادیانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویدار ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی ہونے کا دعوے دار بھی تھا۔

"میں وہی مسیح موعود (حضرت عیسیٰ) ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیح میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں"۔[3]

"خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے"[4]

لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس کی بدزبانی اور گستاخی کا عالم یہ تھا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں سے بھی بڑھ کر بہتان درازی پر اتر آیا تھا۔ کہتا ہے کہ:

---

[1] کلمۃ الفصل ص ۱۵۸۔

[2] کلمۃ الفصل ص ۱۰۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی۔

[3] حقیقی اسلام ص ۳۰،۲۹۔

[4] تذکرہ ص ۲۵۷ طبع سوم اتمام الحجۃ ص ۳ در روحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵۔

"آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور (جواباً) یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی"۔[1]

"نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) نے (اپنے حواریوں کو دی جانے والی) پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب "طالمود" سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے"۔[2]

"آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہو گی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور " صحبت" بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔[3]

---

[1] حاشیہ انجام آتھم ص۵ خزائن ص۲۸۹ ج۱۱۔

[2] حاشیہ انجام آتھم ص۶ خزائن ص۲۹۰ ج۱۱۔

[3] ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ص۲۹۱ ج۱۱۔

''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے''۔[1]

یہ ہے ادنیٰ سی جھلک اس کی نبوت کی شان میں کھلم کھلا گستاخیوں کی ورنہ اس کی گستاخانہ کلام سے تو اس خبیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے جانشینوں کی مسلمانوں سے متعلق رائے:

مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے جانشینوں کے مسلمانوں سے متعلق باالفاظ دیگر مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو نبی و مسیح نہ ماننے والوں سے متعلق کیا رائے ہے وہ بھی جان لیتے ہیں، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کیا ان تمام باتوں کے بعد ''قادیانیت کا تحفظ'' کسی طرح ممکن ہے؟

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا ہو، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔[2]

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہو مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہو مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہو مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر ہے بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔[3]

[1] حاشیہ ص ۷۳ خزائن ص ۷۱ ج ۱۹۔

[2] آئینہ صداقت مصنف مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۳۵۔

[3] کلمۃ الفصل، مصنف صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۰۔

''ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی (مرزاغلام احمد قادیانی) کے منکر ہیں''۔[1]

''حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں؟''[2]

خود مرزاغلام احمد قادیانی کے اپنے نہ ماننے والوں کے بارے میں کیارائے تھی:

''جو شخص میری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام (زناء کاری کی اولاد) بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں''۔[3]

''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی''۔[4]

''(مجھ کو نہ ماننے والے) دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں''۔[5]

---

[1] انوار خلافت ص ۹۰۔

[2] کلمۃ الفصل، مصنف صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۶۹۔

[3] انوار اسلام ص ۳۰ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۹۔

[4] آئینہ کمالات ص ۵۴۸، ۵۴۷۔ روحانی خزائن ص ۵۴۷ ج ۵۔

[5] نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۱۴۔

عقیدہ ختم نبوت:

قادیانیت کے نبوت کے حوالے سے درج بالا نظریات کو جاننے کے بعد ہم عقیدہ ختم نبوت کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھ لیتے ہیں تاکہ عقیدہ قادیانت کی خباثت عیاں ہو سکے۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[1]

"(لوگو!) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبین ہیں (یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں)"۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس عقیدے کی وضاحت بالکل صراحت اور تواتر کے ساتھ کرتی ہیں جس سے انکار کسی صورت ممکن ہی نہیں۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَة وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ))[2]

"میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑدی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگادی گئی؟ پھر آپ صلی اللہ

[1] الاحزاب:۴۰۔

[2] صحیح بخاری ج ۱۱ ص ۴۰۴، رقم: ۳۲۷۱۔ صحیح مسلم ج ۱۱ ص ۴۰۴، رقم: ۴۲۳۹۔

علیہ وسلم نے نے فرمایا:"میں وہی (آخری) اینٹ ہو ں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں"۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ...... وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ))[1]

"مجھے چھ چیزوں میں دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے(اس میں آخری یہ ہے کہ) مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا"۔

((إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ))[2]

"رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی"۔

((وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي))[3]

"میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

شریعت میں قادیانیت کا حکم بطور منکر ختم نبوت:

1 صحیح مسلم ج۳ص۱۰۹ارقم:۸۱۲۔

2 سنن ترمذی ج۸ص۲۳۰رقم:۲۱۹۸۔ مسند احمد ج۲۷ص۳۶۹رقم:۱۳۳۲۲۔

3 سنن ترمذی ج۸ص۱۵۶ارقم:۲۱۴۵۔ ابوداود ج۱۱ص۳۲۲رقم:۳۷۱۰۔

عقیدہ ختم نبوت اوراس کے بر خلاف قادیانی نظریات جاننے کے بعد یہ بھی جان لیناضروری ہے کہ جو شخص عقیدہ ختم نبوت پر مکمل ایمان ویقین رکھنے والانہ ہو تو اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وکونہ ﷺ خاتم النبیین ممانطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ، واجمعت علیہ الامت فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر''[1]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر کتاب اللہ ناطق ہے اوراحادیث نے کھول کر سنادیا اور اس پر امت کا اجماع ہے، پس اس کے خلاف جو دعویٰ کرے وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا''۔

اس کی دلیل خلفائے راشدین کا اپنے دور خلافت میں نبوت کے دعوے دار کذابوں اور ان کا ساتھ دینے والے لوگوں کو ''مرتد'' قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف قتال کرنا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بہت سے نبوت کے دعوے دار کذاب اٹھے تو خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور اس فتنے کو جزیرہ نما عرب میں جڑ سے اکھاڑ دیا۔اس فتنے کی شر انگیزی اتنی ہے کہ صحابہ کرام نے اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی تھی چناچہ اس فتنے کی سرکوبی کے دوران کئی بدری صحابہ سمیت بارہ سو صحابہ کرام شہید ہوئے اور صرف ایک معرکہ ''جنگ یمامہ''میں جو کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی ستر حفاظ صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا۔

شریعت میں قادیانیت کا حکم بطور گستاخِ نبوت:

[1] روح المعانی ج۸ص۳۹۔

جیسا کہ ہم نے یہ سمجھا کہ قادیانیوں کی ایک حیثیت ان کا ''منکر ختم نبوت ''ہونا ہے اور ایک حیثیت ان کا ''گستاخِ نبوت ''ہونا ہے جو کہ ''منکر ختم نبوت '' سے زیادہ سخت معاملہ ہے، جس کی سزا بھی زیادہ سخت ہے۔ چناچہ ہم مختصراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا حکم از روئے شریعت جان لیتے ہیں تاکہ ان گستاخ قادیانیوں کی حیثیت کا معاملہ بھی طے ہو جائے۔ اس سلسلے میں لکھے جانے والی سب سے عمدہ کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول ''یعنی ''ننگی تلوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لئے ''جو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تصنیف کی اس میں سے چند حوالہ جات نقل کر دیتے ہیں۔

ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں لایا گیا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا، اس لئے آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر فرمایا:

''مَنْ سَبَّ اللهِ أو سب أحداً من الأنبياء فاقتلوه''[1]

''جو اللہ تعالیٰ کو گالی دے یا کسی پیغمبر کی شان میں گستاخی کرے تو اس کو قتل کر دو''۔

مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ یمامہ اور اس گردونواح کے علاقے پر حکمران تھے۔ اس علاقے میں دو عورتیں تھیں ان میں ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والی تھی اور ایک مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی۔ حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ نے دونوں کا ایک ایک ہاتھ کٹ وادیا اور سامنے کے دانت تڑوا دیئے۔ جب اس فیصلے کی خبر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ان کو یہ خط لکھا:

''بَلَغنی الذی (سرت) به فی المرأة التی تغنَّت وزمرت بشتم النبی ﷺ، فلولا ما قد سبقتنی فیها لأمرتك بِقَتْلِهَا؛ لأن حدَّ الأنبياء ليس يشبه الحدود؛ فمن

[1] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ۱ ص ۱۳۵۔

تعاطی ذلك من مسلم فهو مرتدٌّ أو معاهدٍ فهو محارب غادر.......... فانه بلغنی أنك قطعت يَدَ امرأة فی أن تَغَنَّت بهجاء المسلمين ونزعت ثَنِيَّتَهَا، فان كانت ممن تدعی الاسلام فأدب وتقدمة دون المُثْلَة، وان كانت ذِمِيَّةٍ فلعمری لَمَا صفحت عنه من الشرك أعظم، ولو كنت تقدمت اليك فی مثل هذا لبلغت مكروهك، فاقبل الدَّعَةَ''[1]

" مجھے تمہارے فیصلے کا علم ہوا جو تم نے شان رسالت میں گستاخی کرنے والی عورت کے بارے میں کیا(کہ اس کا ہاتھ کٹوادیا اور دانت تڑوادیئے)،اگر تم مجھ سے پہلے ہی اس کو سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں تم کو اس کے "قتل" کا حکم دیتا،کیونکہ انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کی سزا عام لوگوں کی سزا کے مشابہ نہیں،اس لئے یادرکھو،مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی اس جرم کا مرتکب ہو تو وہ "مرتد" ہے،اگر معاہد(کافر)ایسی حرکت کرے تو حربی عہد شکن ہے.........اسی طرح تم نے اس عورت کا بھی ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے کے دانت نکلوادیئے ہیں جس نے گاکر مسلمانوں کی ہجو کی،اس سلسلہ میں قابل لحاظ یہ بات ہے کہ اگر وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی تھی تو اس کے لئے تادیب وتعذیر ہی کافی تھی (قید وبند یا کوڑے وغیرہ کی سزا)مثلہ جائز نہ تھا اور اگر وہ ذمیہ تھی تو تم نے اس سے درگزر کیوں نہ کیا ،اس کا مشرک ہونا تو اس سے بڑا جرم تھا اور اگر میں پہلے سے تم کو ہدایت نہ کرچکا ہوتا تو تمہارے ناگوار فیصلے کی نوبت تک نہ آتی"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''من شتم النبیّ ﷺ قُتل''[2]

---

[1] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج۱ص۱۳۵۔

[2] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج۱ص۱۲۔

”جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے“۔

خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یُقتل، وذلك أنه من شتم النبیّ ﷺ فهو مُرْتَدٌّ عن الاسلام ، ولا یشتم مسلمٌ النبیّ ﷺ“[1]

”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، اسے قتل کیا جائے کیونکہ وہ اس فعل سے ”مرتد“ ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جسارت نہیں کر سکتا“۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”أیما مسلم سب الله أو سب أحداً من الأنبیاء فقد كَذَّبَ برسول الله ﷺ، وهی رِدَّةٌ، یُستتاب فان رَجَع والا قُتِلَ، وأیما معاهدٍ عاند فسب الله أو سبّ أحداً من الأنبیاء أو جهر به فقد نَقَضَ العهد فاقتلوه“[2]

”جو مسلمان اللہ تعالیٰ کو گالی دے یا کسی نبی کی شان میں بکواس کرے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا ہوا اور یہ ”ارتداد“ ہے۔ لہٰذا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر رجوع کرے تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیا جائے اور جو (کافر) معاہد عناد سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی گلوچ کرے یا کسی پیغمبر کو سب و شتم کرے یا ایسے کلمات علانیہ کہے تو وہ نقض عہد مرتکب ہوا، اس لئے اس کو قتل کر دو“۔

---

[1] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ا ص ۱۲۔

[2] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ا ص ۱۳۵۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے کلام سے یہاں ایک بات واضح ہوئی کہ شریعت میں اللہ تعالیٰ کو یا پچھلے انبیاء میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا اور ''مرتد'' شمار کرتے ہوئے اس کو توبہ کے لئے مہلت دی گئی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو توبہ کی مہلت دیئے بغیر ہر امتی کو قتل کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا؟ تو فرمایا:

''قد وجب عليه القتلُ، ولا يُستتاب؛ خالد بن الوليد قَتَلَ رجلاً شتم النبي ﷺ ولم يَستَتِبه''[1]

''نہیں! اس کے لئے توبہ کی مہلت نہیں، قتل کی سزا لازم ہو چکی، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک گستاخ کو قتل کیا اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا''۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل وہ قول بھی ہے جو کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات پر افتراء بازی کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

''لقاذف أزواج النبي ﷺ توبةٌ، وقاذف غيرهن له توبةٌ''[2]

''ازواجِ مطہرات پر بہتان باندھنے والے کی کوئی توبہ قبول نہیں (تو گستاخ رسول کی توبہ کیونکر قبول ہو) جبکہ دوسری عام عورتوں پر الزام تراشی کرنے والوں کی توبہ ہے''۔

---

[1] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ا ص ١١۔

[2] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ٢ ص ٣٥۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شان میں گستاخی کرنے والوں میں سے اکثر کے قتل کا حکم جاری کیا اور جس صحابی نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو آپ سے اجازت لئے بغیر از خود قتل کیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی کا اظہار کیا بلکہ اس کی تحسین بھی فرمائی۔

یہودی سردار کعب بن اشرف کی ایذارسانیوں اور کھلی گستاخیوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا:

((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ))[1]

"کعب بن اشرف کو کون ٹھکانے لگائے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے"۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا اس بات کو آپ پسند کریں گے کہ اسے قتل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"ہاں ٹھیک ہے!"۔

بالآخر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ایک خفیہ تدبیر کے ذریعے اس کو جہنم واصل کر دیا۔ اسی طرح طلیحہ اسدی اور اسود عنسی وہ کذاب تھے جن کے قتل کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں دے دیا تھا۔

(بشمول موضوع بحث تحریک کے قائد سمیت) کچھ لوگ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان واقعات سے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اذیت دینے والوں کو معاف کیا گیا، بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں اور اذیت دینے والوں کو معاف کر دیا تو ہم کون ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والوں کو سزا دیں۔

---

[1] صحیح البخاری ج ۱۰ ص ۱۳۱ ۲رقم: ۲۸۰۶۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گستاخ کو کبھی معاف کر دیا اور کبھی اس کو قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صوابدیدی اختیار تھا لیکن اگر صحابہ میں کوئی بھی بلا اجازت کسی گستاخ کو قتل کر دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تحسین فرماتے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے ہر گستاخ رسول کو "واجب القتل" سمجھا اور کسی کو بھی معاف نہ کیا اور یہی حکم بالاجماع قیامت تک ساری امت کے لئے ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ومعلوم أن النّيْل منه أعظم من انتهاك المحارم ، لكن لما دخل فيها حقه كان الأمر اليه في العفو أو الانتقام ، فكان يختار العفو.........فاذا تعذر عفوه بموته ﷺ بقي حقاً محضاً لله ولرسوله وللمؤمنين لم يعف عنه مستحقه، فتجب اقامته........."[1]

"یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا بھی سب سے بڑی خلاف ورزی اور حرمتوں کی پامالی ہے لیکن چونکہ اس معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا حق شامل ہو گیا، اس لئے معاف کر دینا یا انتقام لینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اختیار ٹھرا.........اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد گستاخ کو معاف کرنا اہل ایمان کے اختیار میں نہیں اس لئے اس کو سزا دینا واجب ہے"۔

اس کے علاوہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کعب بن اشرف کے واقعہ کو بیان کرنے کے بعد ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا:

[1] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ا ص ۱۵۶۔

((انّه نَالَ مِنَّا الأَ ذَی، وَهَجَانَا بِالشِّعْرِ، وَ لاَ یَفْعَل هَذَا أَحَدٌ مِنْکُم اِلاَّ کَانَ السَّیْف))[1]

"کعب نے ہمیں اذیت دی، اشعار کے ذریعے ہماری ہجو کی لہٰذا جو کوئی اس جرم کا ارتکاب کرے گا تہ تیغ کیا جائے گا"۔

شریعت میں قادیانیوں کا حکم بطور مرتد وزندیق:

اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ قادیانیوں کا حکم "مرتد اور زندیق "کا ہے، اور جیسا کہ ہم پہلے سمجھ چکے کہ قادیانیوں کا "مرتد" ہونے کا حکم اس لئے بھی ہے کہ وہ مسلمان ہونے کے دعوے دار ہونے کے ساتھ ساتھ "منکر ختم نبوت" اور "گستاخِ نبوت" بھی ہیں۔ لیکن وہ زندیق کیوں قرار پائے اور زندیق کس کو کہتے ہیں یہ بھی سمجھ لینے کی ضرورت ہے!

یوں تو شریعت کی نظر میں کفر کی کئی قسمیں ہیں لیکن ان میں سے ایک کفر تو وہ ہے جس میں کھلم کھلا شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کفر کا اظہار ہو، تو ایسا کرنے والا کافر کہلاتا ہے جیسے کہ یہودی ، نصرانی اور ہندو وغیرہ۔ ایک کفر کی قسم یہ ہے کہ کسی خوف یا مفاد کے تحت آدمی زبان سے تو اسلام و ایمان کا اقرار کرے لیکن دل سے اس پر ایمان نہ رکھے، ایسے شخص کو "منافق" کہا جاتا ہے۔ لیکن ایک کفر کی قسم یہ ہے کہ آدمی زبان سے تو اسلام کا اقرار اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کرے مگر ساتھ میں اس کی ایسی تاویل و تشریح کرے جس سے شریعت کے واضح احکامات کی حقیقت ہی بدل جائے۔ جیسے کہے کہ نماز سے مراد دُعا یا ذکر کرنا ہے، یا کہے کہ زکوٰۃ سے مراد تزکیہ نفس ہے نہ کہ مال میں سے ایک خاص مقدار کا دینا۔ تو جو کوئی عقیدے یا واضح احکامات میں ایسی تحریف کرے اور پھر اس تحریف کو عین اسلام سمجھے اس کو شریعت میں "زندیق" کہا جاتا ہے۔

---

[1] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ا ص ٦٤۔

قادیانیوں کے اس لحاظ سے "زندیق" ہونے میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے شریعت کے واضح عقائد واحکامات میں ایسی تحریفات کر دی ہیں جس کے مرتکب کو شریعت نے "کافر" قرار دیا ہے، (مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تسلیم کرنے کے باوجود مرزا قادیانی کو نبی ماننا وغیرہ) اس کے باوجود وہ اپنے اس عقیدے کو عین اسلام قرار دیتے ہیں اور جو ان کے عقائد بد کو تسلیم نہ کرے اس کو یہ الٹا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

مرتد اور زندیق کی سزا ایک ہی ہے، اور وہ ہے "قتل" مگر جمہور علماء جن میں امام مالک، امام احمد رحمہما اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق فرق صرف اتنا ہے کہ مرتد کو تین دن کی توبہ کی مہلت دی جاتی ہے تا کہ اس کے شبہات دور ہو جائیں سوائے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے، جبکہ زندیق کو توبہ کی مہلت بھی نہیں دی جاتی، اس لحاظ سے زندیق کا معاملہ مرتد سے بھی سنگین ہے۔ لہٰذا جس کا زندیق ہونا ثابت ہو جائے اس کے باوجود وہ اپنے زندقہ سے انکاری ہو تو اس کو بغیر مہلت دیئے قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ منقول ہے:

"أُتی علی رضی الله عنه بأناسٍ من الزنادقة ارتدوا عن الاسلام، فسألهم، فجحدوا، فقامت علیهم البینة العدول، قال: فقتلهم ولم یستتبهم، وقال: وأُتی برجلٍ کان نصرانیاً وأسلم، ثم رجع عن الاسلام، قال: فسأله فأقرّ بما کان منه، فاستتابه، فترکه فقیل له: کیف تستتیب هذا ولم تستتب أولئك؟ قال: ان هذا أقرّ بما کان منه، وان أولئك لم یقروا وجحدوا حتی قامت علیهم البینة، فلذلك لم أستتبهم، رواه الامام أحمد........."[1]

"اسلام سے پھر جانے والے زندیقوں کی ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے ان سے ان کے ارتداد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اس سے انکار کیا

[1] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ۲ ص ۴۴۔

۔پس عادل گواہوں کی شہادت پیش کی گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو توبہ کا موقع نہ دیا اور ان کو قتل کر دیا۔ اسی طرح ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اس نے عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا اور بعد میں پھر مرتد ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے مرتد ہونے کا سوال کیا، اس نے اقرار کیا۔ آپ نے توبہ کا مطالبہ کیا اور اس کی توبہ کرنے پر اس کو چھوڑ دیا۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اس مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جبکہ ان زندیقوں کو اس کا موقع نہ دیا، ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: اس نے اپنے ارتداد کا اقرار کیا جبکہ ان لوگوں نے انکار کیا یہاں تک کہ مقدمہ میں ان کے خلاف بذریعہ شہادت ثبوت مہیا ہو گیا اس لئے توبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔[1]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''فهذا من أمير المؤمنين على رضى الله عنه بيانٌ أن كل زنديقٍ كتم زندقته وجحدها حتى قامت عليه البينة قتل ولم يستتب''[2]

''یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے وضاحت ہے جو زندیق اپنا زندقہ چھپائے اور اس جرم کا انکار کرے مگر دلیل سے اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس کی سزا موت ہے، اس کو توبہ کا موقع نہ دیا جائے گا''۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''يُقْتَلُ الزَّنَادِقَةُ وَلَا يُسْتَتَابُونَ''[3]

[1] اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔
[2] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج ۲ ص ۴۴۔
[3] احکام القرآن لجصاص رحمۃ اللہ علیہ ج ۵ ص ۱۵۷۔

''زندیقوں کو قتل کیا جائے گا اور ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی''۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أُقْتُلِ الزِّنْدِيقَ سِرًّا فَإِنَّ تَوْبَتَهُ لَا تُعْرَفُ''[1]

''چھپے ہوئے زندیق کو (جو کہ اپنا کفر چھپاتا ہے) قتل کردو اس لئے کہ اس کی توبہ کا اعتبار نہیں''۔

''منکر ختم نبوت'' اور ''گستاخِ نبوت'' کو کافر نہ سمجھنا:

پس جو کوئی بھی قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کے ان واضح نصوص کے بعد بھی ''منکر نبوت'' اور ''گستاخِ نبوت'' کو کافر نہ سمجھے تو اس کا دین وایمان سلامت نہیں رہتا اور خود بھی کافروں کی صف میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ امام محمد بن سحنون مالکی رحمہ اللہ جو کہ امام شافعی و امام احمد بن حنبل کے پایہ کے امام تھے، ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

''أجمع العلماء أن شاتم النبی ﷺ المنتقص له كافر، والوعيد جارٍ عليه أُمة القتل، ومن شكّ فی كفره وعذابه كفرَ''[2]

''علماء کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاتم اور گستاخ کافر ہے، اس پر عذاب الٰہی کی وعید ہے اور امت کے نزدیک اس کا شرعی حکم ''قتل'' ہے اور جو شخص اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے''۔

---

[1] احکام القرآن لجصاص رحمۃ اللہ علیہ ج۵ ص۱۵۷۔

[2] الصارم المسلول علی شاتم الرسول ج۲ ص۱۳۲۔

مسلمہ امہ کے لئے لمحہ فکریہ:

اسے مسلمہ امہ کی بے خبری یا غفلت کہیں یا پھر علماء اور دینی عناصر کا بھولا پن کہ قادیانیوں کے اس قدر کفر وضلالت پر مبنی عقائد کے باوجود اکثر اسلامی ممالک میں ان پر کوئی قدغن نہیں بلکہ ان کو کھلی آزادی حاصل ہے۔

مگر غضب پر غضب یہ کہ جن اسلامی ممالک میں ان کے خلاف عوام الناس میدان میں آگئے تھے اور قریب تھا کہ قادیانی عام مسلمانوں کے غیض وغضب کا نشانہ بن جاتے، ان کو، ان کی املاک کو اور ان کی عبادت گاہوں کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دے کر آئینی و قانونی تحفظ فراہم کر دیا گیا اور ان کو وہ حیثیت عطا کر دی گئی جو کہ اسلامی حکومت میں "جزیہ" دینے والے کافروں کی ہوتی ہے کہ ان کے مال و جان، ان کی املاک اور عبادت گاہوں کا تحفظ کیا جاتا ہے، اور یوں ان خبیث صفت لوگوں کے بارے میں شریعت نے جو سزا مقرر کی ہے، اس پر بڑی عیاری و مکاری سے پردہ ڈالتے ہوئے ان کو، ان کی اصل سزا سے بچا لیا گیا۔

اس ضمن میں "دینی" کہلانے والی جماعتیں جو کہ ایک طرف قادیانیت کی شدید مخالفت کرتی ہیں (اور اس معاملے میں ان کے عام کارکنان کے خلوص میں کوئی شک و شبہ بھی نہیں) مگر جب کبھی قادیانیوں کی خبیث حرکات پر حکومت وقت کی جانب سے کسی سرزنش کے بجائے "تحفظ" فراہم کرنے پر مسلمانوں کی جانب سے کوئی اقدام کر دیا جائے تو یہ قادیانیت مخالف جماعتیں اس اقدام کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے ڈھکے چھپے الفاظ میں قادیانیت کے تحفظ کی بات کرتی نظر آتی ہیں یا پھر ایسے اقدامات کو بھارتی و اسرائیلی ایجنسیوں را اور موساد کے ایجنٹوں کی کاروائی قرار دیتی ہیں۔ اس کی سب سے بہترین مثال 28 مئی 2010ء کو لاہور میں ہونے قادیانیوں کی نام نہاد عبادت گاہ پر ہونے والے حملے کے بعد ان "دینی" کہلانے والی جماعتوں کے قائدین کی جانب سے دیئے جانیوالے بیانات

ہیں۔ ایک "دینی" کہلانے والی جماعت کے رہنما جو اس وقت نائب امیر ہیں، ان سے Ary News کے ایک ٹی وی اینکر نے پوچھا کہ:

"یہ جو واقعہ ہوا ہے احمدیوں کی عبادت گاہ پر حملے کا، کیا یہ قابل مذمت ہے لیاقت بلوچ صاحب؟"(تو جواب میں انہوں نے کہا کہ): "جی بالکل قابل مذمت ہے"۔[1]

اور تو اور عالمی مجلس ختم نبوت والوں کی طرف سے یہ بیان جاری کیا گیا:

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لاہور میں دو قادیانی عبادت گاہوں میں وحشیانہ فائرنگ اور بم دھماکوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ "بے گناہوں" کے قتل عام کی کسی بھی مذہب میں کوئی گنجائش نہیں ہے، جن لوگوں نے یہ واردات کی ہے وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں"۔[2]

یہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کافروں کی عبادت گاہوں پر حملے تو کسی بھی صورت جائز نہیں تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اوّلاً یہ بات ٹھیک ہے کہ کافروں کی عبادت گاہوں کو تحفظ حاصل ہوتا ہے لیکن اس وقت جبکہ دار الاسلام موجود ہو اور یہ کہ یہ تحفظ اُن کفار کی عبادت گاہوں کو حاصل ہوتا ہے جو کہ دار الاسلام کو "جزیہ" دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ دوسری بات یہ کہ یہ تحفظ عام کفار کو حاصل ہوتا ہے مگر "مرتد وزندیق" کو نہیں اور جیسا کہ ہم سمجھ چکے کہ قادیانیوں کا حکم کافر سے بڑھ کر "مرتد وزندیق" کا ہے لہذا وہ واجب القتل ہیں۔ پس شریعت میں جن لوگوں کا حکم "واجب القتل" کا ہو، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ان کے بارے ارشاد فرمایا تھا:

---

[1] دیکھئے http://youtu.be/kacLtQmINg0۔

[2] روزنامہ جسارت۔30 مئی 2010ء کا اداریہ۔

((اقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ))[1]

"اگر تم انہیں کعبۃ اللہ کے پردوں سے چمٹا ہوا بھی پاؤ تو ان کو قتل کر دو"۔

پس شریعت جن لوگوں سے جینے کا حق چھین لے تو سوال یہ ہے کہ کیا ان کی عبادت گاہوں کا کوئی وجود بھی شرعی طور پر ممکن ہے؟

قادیانیت کے تحفظ کے سب سے بڑے علمبردار:

مگر جس طرح "قادیانیت کے تحفظ" کے لئے اردو بولنے والوں کی ترجمانی کا دعویٰ کرنے والی تحریک خم ٹھونک کر میدان میں آئی اور اس تحریک کے قائد نے "قادیانیت کے تحفظ" کے لئے کی جانے والی اپنی کوششوں پر فخر کا مظاہر کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

ایک ٹی وی انٹرویو جو کہ ستمبر 2009 کو ایکسپریس ٹی وی کی جانب سے بدنام زمانہ اینکر مبشر لقمان نے اس تحریک کے قائد سے لیا تھا۔ اس میں اینکر کی طرف سے پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں وہ قادیانیوں کی حمایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ایم کیوایم واحد آرگنائیزیشن ہے کہ جب قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر بیگ صاحب کا انتقال ہوا تھا، واحد الطاف حسین تھا جس نے تعزیتی بیان دیا تھا جس پر کئی اخبارات نے اداریئے لکھے کہ میں نے "کفر" کیا، اور (اب) میں یہ کفر دوبارہ کرنے جارہا ہوں، جس کا دل چاہے کفر کا فتویٰ دے۔ قادیانیوں کو اگر آپ مسلمان نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیں۔ کس نے کہا ہے (کہ سمجھیں)؟ لیکن جو قادیانی یا احمدی پاکستان میں بستے ہیں انہیں اپنے عقیدے،

[1] سنن النسائی ج ۲۱ ص ۲۴۷، رقم الحدیث: ۳۹۹۹۔

مسلک کے مطابق زندگی گزارنے کی برابر کی آزادی ہونی چاہیے، چاہے تمام لوگ مجھ سے ناراض ہو جائیں لیکن میں (یہ) حق بولنا نہیں چھوڑوں گا"۔

اینکر نے ایک اور سوال پوچھتے ہوئے کہا:

"ہمارا 73ء کا آئین کہتا ہے کہ اقلیتوں کو ان کا اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت ہے تو کیا جماعت احمدیہ (قادیانیوں) کو بھی اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت ہونی چاہیے؟" (اس کے جواب میں انہوں نے کہا) "بالکل ہونی چاہیے، میری نظر میں ہونی چاہیے، ہر کسی کو ہونی چاہیے۔ (یہ) میں ایسے ہی نہیں کہہ رہا! میں نے احمدیوں (قادیانیوں) کا لٹریچر بھی پڑھا ہے، میں نے احمدیوں کے پروگرام بھی دیکھیں ہیں، میں نے دیکھا وہی کلمہ ہے، اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ اب (پس پردہ) وجھگڑا ہے اس کی بحث میں جانا نہیں چاہتا۔ آپ انہیں مسلمان نہیں مانتے نا نہ مانیں، ہندوؤں کا اللہ رسول جو ہے تو اس کا اپنا اللہ رسول ہے، اس کو تو آپ تسلیم کرتے ہیں تو احمدیوں کو بھی تسلیم کیجئے۔ یہ جرأت پاکستان کے اندر کسی میں نہیں ہے، احمدیوں پر ظلم نہیں ہونا چاہیے، انسان ہیں، وہ پاکستانی ہیں، اور میں آپ کو ایک بات اور بتادو مبشر بھائی پاکستان کا سب سے پہلا نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام وہ بھی احمدی تھا (اینکر اس دوران کہتا ہے Who is a great man)۔ اب آپ اس کا نام صرف اس لئے نہ لیں یا طلباء کو اس لئے نہ پڑھایا جائے کہ ڈاکٹر عبد السلام احمدی تھے۔ یہ سراسر ظلم ہے اور زیادتی ہے۔ اس ناانصافی کو ختم ہونا چاہیے"۔[1]

پھر اس کے چند دن بعد علماء کو دی گئی افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

[1] دیکھئے http://www.youtube.com/watch?v=2bk7yRdOnl4۔

"اب آپ بتائے کہ کوئی سچ بات کر ہی نہیں سکتا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ احمدی (قادیانی) پاکستانی شہری ہیں جس طرح کر سچن ہیں، ہندو ہیں، سکھ ہیں، پارسی ہیں۔ بھئی ان کو بھی جینے کا حق ملنا چاہیے۔"[1]

اہلیان گلشن اقبال کراچی کی جانب سے دی گئی افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"آئین پاکستان کے تحت احمدیوں (قادیانیوں) کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ پاکستان کے شہری نہیں، (لہٰذا) انہیں قتل کر دیا جائے۔ مذہبی اختلافات کی بنیاد پر ایک دوسرے کے قتل کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ جب میں انسانیت کی بات کرتا ہوں تو مجھے ایجنٹ قرار دے دیا جاتا ہے لیکن جو سچ ہے اور جو حق ہے وہ کہتا رہوں گا، جھوٹ کی تبلیغ نہیں کروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ مسلم اور غیر مسلم کو بلا تخصیص تمام نعمتیں عطا کر رہا ہے تو ہم ان سے یہ نعمتیں چھیننے والے کون ہوتے ہیں"۔[2]

جب کبھی قادیانیوں پر کوئی آفت ٹوٹتی ہے تو سب سے پہلا مذمتی بیان اس تحریک کے قائد کی جانب سے آتا ہے۔ نواب شاہ میں ایک قادیانی کے مارے جانے پر ایک نیوز رپورٹ یوں تھی:

"(الطاف حسین نے) نواب شاہ میں مسلح دہشت گردوں کے ہاتھوں احمدی (قادیانی) فرقے کے ضلعی امیر محمد یوسف کے بہیمانہ قتل کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے اور اس واردات کو "مذہبی انتہاپسندی" کا تسلسل قرار دیا ہے"۔[3]

---

[1] Ary Tv news report اور دیکھئے http://youtu.be/jHYLZMJ1D8s۔

[2] Ary Tv News Report۔

[3] Ary Tv News Report اور دیکھئے http://youtu.be/QHa92DRQVOU۔

اسی طرح تعزیتی اور مذمتی بیانات لاہور میں قادیانیوں کی عبادت گاہ پر ہونے والے حملے پر جاری کیئے گئے۔

Ary News کے ایک پروگرام میں PJ Meer کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے ممبر بننے کا حق ہے تو اس کے جواب میں اس تحریک کے قائد کہتے ہیں:

"دیکھئے صاحب! پی جے بھائی! ایم کیو ایم میں کوئی رہے یا نہ رہے، میری بطور ایم کیو ایم کے بانی کی حیثیت سے، میری شروع سے یہ preaching رہی ہے کہ تمام پاکستانی برابر ہیں......... چاہے کرسچن ہوں، چاہے ہندو ہوں، چاہے سکھ ہوں، کسی بھی مذہب سے تعلق ہو یا احمدی (قادیانی) ہوں، ان کو حق ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے رکن بنیں۔ پاکستان میں شاید کسی اور میں اتنی جرأت نہ ہو کہ وہ یہ بات کہہ سکے۔ مجھے معلوم ہے کہ مجھ پر اس بات پر فتوے لگیں گے، میری صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ میرا فیصلہ "مالک یوم الدین" جو روز محشر اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا، میں نے اس کے حضور پیش ہونا ہے وہ میرا فیصلہ کرے گا، دنیا کا کوئی مولوی میرا فیصلہ نہیں کر سکتا"۔[1]

قادیانیت کی حمایت میں تحریک کے قائد کی جانب سے دیئے جانے والے بیان پر قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور بیگ ملعون، اس تحریک کے قائد کے بارے میں جو فرماتے ہیں، وہ قابل توجہ ہے:

"گزشتہ دنوں کسی اخبار کے حوالے سے مجھے خبر بھجوائی گئی......... ایسی خبروں کو میرے علم میں لانے کے لئے اور شاید میری رائے پوچھنے کے لئے بھی۔ وہ خبر تھی الطاف حسین صاحب کے حوالے سے جو ایم کیو ایم کے لیڈر ہیں، کہ انہوں نے احمدیوں (قادیانیوں) کے حق میں کھل کر بیان دیا ہے اور احمدیوں کے ساتھ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، ظلم وزیادتی

[1] دیکھئے http://youtu.be/jp7BZ_vv_OI۔

ہو رہی ہے، اس کی کھلی کھلی مذمت کی ہے کہ یہ سب کام غلط کئے جا رہے ہیں. جہاں تک الطاف حسین صاحب کے بیان کا تعلق ہے، ہر محب وطن پاکستانی میرے خیال میں یہ چاہے گا کہ ملک میں امن ہو اور "ملائیت" کا خاتمہ ہو.........بڑے خوشی کی بات ہے، مجھے خوشی ہوئی اس بات پر کہ الطاف حسین صاحب نے یہ بیان دیا اور جرأت کا مظاہرہ کیا بلکہ اس دفعہ اچھا بیان دے کر کافی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے.........اور ہاں میں یہ ضرور کہوں گا کہ اللہ کرے جو بھی ملک کو بچانے کے لئے ان نفرتوں کی دیوار کو گرانے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو کامیاب کرے۔ ہر احمدی (قادیانی) کو دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لیڈر پیدا کرے ملک میں"۔[1]

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں.........!!

قادیانیت کے عقائد، شریعت میں ان کے بارے میں حکم اور تحریک کے قائد کے عزائم کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا اس لئے ضروری ہوا کہ کسی بھی تحریک کے بارے میں فیصلہ کرنے سے پہلے یہ لازم ہے کہ اس کے عزائم کو شریعت کی روشنی میں پرکھا جائے تاکہ اصل حقیقت سامنے آسکے اور یہ بھی کہ اس معاملے میں کسی ناانصافی اور عصبیت سے بچا جا سکے۔

اب جبکہ تحریک کے قائد تو اپنا فیصلہ سنا چکے کہ کوئی ان کی تحریک میں رہے یا نہ رہے وہ قادیانیوں کی اعلانیہ حمایت سے پیچھے نہ ہٹیں گے چاہے ان کا دین و ایمان جاتا رہے اور یہ کہ قادیانیوں کی حمایت سے اگر "کفر" بھی لازم آتا ہے پھر بھی وہ یہ کفر کرتے رہیں گے اور دوسری طرف یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس دنیا میں قادیانیوں جیسے عقائد رکھنے یا ان کی حمایت کرنے والوں کا دنیا میں کیا حکم ہے اور روزِ محشر ان کا کیا انجام ہو گا.........!!

[1] دیکھئے http://youtu.be/q_Xybp74Cok۔

لہٰذا فیصلہ اب اس تحریک میں شامل اہل السنۃ سے تعلق رکھنے والے کارکنان اور ہمدردوں اور ہر اس فرد نے کرنا ہے، جو کہ کسی بھی ایسی جماعت یا گروہ سے وابستہ ہو جو کہ قادیانیت کی حمایت کرتی ہو یا ان کے ''تحفظ'' کی بات کرتی ہو، کہ آیا اسے اپنا دین وایمان محبوب ہے یا کفر کے ساتھ کھڑا ہونا۔ پس جس کی قسمت میں رسول اللہ کی شفاعت سے محرومی اور روزِ محشر کی رسوائی لکھی ہو گی اس پر ان باتوں کا شاید کوئی اثر بھی نہیں ہو گا مگر جس کو اپنا دین و ایمان محبوب ہو گا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے روزِ محشر آب کوثر کا جام پینے اور آپ کی شفاعت کا طالب ہو گا وہ ایسی ہر تحریک سے اظہارِ لاتعلقی اور برأت کا اعلان کر دے گا۔

شیعہ سنی مفاہمت کے پس پردہ حقائق

چونکہ موضوعِ بحث تحریک اہل السنۃ اور رافضیت میں اتحاد و یگانگت، جس کو عرف عام میں ''شیعہ سنی مفاہمت'' کہا جاتا ہے، کی سب سے بڑی علمبردار ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے یہ بات جاننے کی ضرورت ہے کہ آیا اہل السنۃ اور روافض میں کسی قسم کا اتحاد و یگانگت بالفاظ دیگر ''شیعہ سنی مفاہمت'' کا وجود بھی ممکن ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ روافض جن کو عام طور پر شیعہ کہا جاتا ہے ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

اس سے پہلے کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا ''شیعہ سنی مفاہمت'' ممکن ہے، ہم اس بات کو جان لیتے ہیں کہ ''رافضیت'' دراصل ہے کس عقیدے کا نام اور اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیوں کہ جب یہ بات واضح ہو جائے گی کہ شریعت میں روافض کا کیا مقام ہے تو یہ بات بھی از خود واضح ہو جائے گی کہ کیا ''شیعہ سنی مفاہمت'' کی شریعت میں کوئی گنجائش موجود بھی ہے یا نہیں؟

شریعت میں رافضیت کی تعریف:

شیعوں کی اکثریت غالی ترین (گمراہ ترین) قسم "روافض" پر مشتمل ہوتی ہے۔ بہت کم ہی ایسے ہوتے ہیں جو کہ رافضی عقیدہ کے ظاہری یا باطنی طور پر حامل نہ ہوں۔ ان میں سے جو کوئی بھی اس عقیدے سے لاتعلق ہونے کا دعویٰ بھی کرے پھر بھی اس کے "تقیہ" (چھپانے) کے عقیدے کی وجہ سے اس پر اعتبار کرنا محال ہو جاتا ہے۔

بہر حال! روافض کی تعریف کیا ہے؟ اور کن لوگوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے؟ وہ جان لیتے ہیں:

((أخبرنا عبد الله بن احمد قال قلت لأبي من الرافضة قال الذی یشتم ویسب أبابکر وعمر رضی اللہ عنہ))[1]

"ہم کو خبر دی ابو عبد اللہ احمد بن حنبل نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ "رافضی" کون ہیں، فرمایا وہ شخص جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہے اور ان کو گالیاں دے"۔

((المعروف ان الرافضة قبحهم الله یسبون الصحابة رضی الله عنهم ویلعنوهم وربّما کفّروهم أو کفروا بعضهم والغالبیة منهم مع سبهم لکثیر من الصحابة والخلفاء یغلون فی علی رضی اللہ عنہ واولاده ویعتقدون فیهم الالهیة))[2]

"معروف بات یہ ہے کہ روافض کو اللہ ہلاک کرے کیونکہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں یا ان میں سے بعض کو کافر کہتے ہیں اور ان کی غالب اکثریت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

---

[1] السنۃ للخلال، ج:۳، ص:۴۹۲ واسنادہ صحیح۔ السنۃ لعبد اللہ بن احمد، ج:۲ ص:۵۴۸۔

[2] شرح العقیدۃ الواسطیۃ، ج:۱، ص:۲۵۳۔

اور خلفاء راشدین کو گالیاں دینے کے ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے بارے میں غلو کرتی ہے اور ان کے بارے میں خدا ہونے کا اعتقاد رکھتی ہے"۔

امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جس نے یہ کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما امام نہیں ہیں، تو وہ "رافضی" ہے"۔[1]

امام الخرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"یہ لقب ہر اس شخص کے لیے استعمال کیا گیا ہے جس نے دین میں غلو کیا اور صحابہ کی شان میں طعن کو جائز قرار دیا"۔[2]

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((ومنهم من يرى ان فرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی جامع به عائشة رضی الله عنها وحفصة رضی الله عنها لابد ان تمسه النار ليطهر بذلك من وطئ الكوافر))[3]

"اور ان (روافض) میں سے بعض ایسا کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کو آگ چھوئے گی (العیاذ باللہ) کیونکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ شب باشی فرمائی اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں (یعنی امہات المومنین عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما) کے ساتھ کی گئی شب باشی کی ناپاکی سے پاک کیا جائے گا (نعوذ باللہ)"۔

---

[1] السیر للذہبی فی ترجمۃ۔
[2] شرح مختصر خلیل۔
[3] مجموعۃ فتاوی ابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ، ج:٦، ص:٤٢١۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص مشہور تابعی امام عامر الشعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں تمہیں گمراہ اور خواہش پرستوں سے ڈراتا ہوں اور ان میں شریر ترین ''رافضہ'' ہیں......یہودی کہتے تھے کہ حکومت صرف آلِ داؤد کے لیے ہے جبکہ رافضی کہتے ہیں کہ امامت صرف اولادِ علی رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ جائز نہیں جب تک کہ دجال کا خروج نہ ہو جائے اور آسمان سے ایک تلوار نازل نہ ہو جائے اور رافضی کہتے ہیں جہاد اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ مہدی ظاہر نہ ہو اور ایک منادی آسمان سے ندا نہ دے......یہودی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتوں میں وہ ہمارا دشمن ہے اسی طرح رافضہ بھی کہتے ہیں کہ جبریل غلطی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے گئے.........اسی طرح رافضیوں نے عیسائیوں کے ساتھ بھی اتفاق کیا کہ عیسائی اپنی عورتوں کا مہر مقرر نہیں کرتے تھے اور کہتے کہ وہ محض ان کے ساتھ تمتع کرتے ہیں اسی طرح رافضی بھی متعہ کے ساتھ نکاح کرتے ہیں اور متعہ کو حلال جانتے ہیں۔ لیکن یہودیوں اور عیسائیوں پر رافضیوں کو دو ہاتھ زیادہ قباحت ملی دو خصلتوں کی بنا پر۔ یہود سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت کے اہل خیر کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے اصحابِ موسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں سے سوال کیا کہ تمہاری ملت کے اہل خیر کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور رافضیوں سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت کے شریر ترین لوگ کون ہیں؟ تو وہ کہنے لگے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا تو انہوں نے انہیں گالیاں دیں۔ پس ان کے لیے تلوار قیامت تک کام کرتی رہے رضی اللہ عنہم ان کا کوئی عَلم قائم نہ ہو.......ان کے قدموں کو ثبات نہیں.......اور ان کا کلمہ مجتمع نہیں.......اور ان کی دعا مستجاب نہیں.......ان کی دعوت مسترد ہے.......''[1]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[1] منہاج السنۃ النبویۃ لابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ فصل؛ مشابہۃ الرافضہ للیہود والنصاریٰ من وجوہ کثیرہ۔ السنۃ للخلال، ج:۳، ص:۸۹۴۔

((''وقدذکراھل العلم ان مبداالرفض انما کان من الزندیق عبد اللہ بن سبا، فانه اظھرالاسلام وابطن الیھودیة وطلب ان یفسدالاسلام کمافعل بولص النصرانی الذی کان یھودیافی افساددین النصاری۔ وأیضافغالب أئمتھم زنادقة، انمایظھرون الرفض۔ لانه طریق الی ھدم الاسلام ''))[1]

''اہلِ علم نے بیان کیا ہے کہ رافضیوں کا سرغنہ ایک زندیق عبد اللہ بن سبا تھا۔ وہ ظاہراً مسلمان اور اصلاً میں یہودی تھا۔ اس نے اسلام میں فساد داخل کرنے کے لیے بھیس بدلا جیسے کہ پولس نصرانی اصلاً یہودی نے عیسائیت میں فساد داخل کرنے کے لیے عیسائیت اختیار کی۔ اسی طرح ان کے ائمہ کی اکثریت ''زندیق'' ہے وہ ''رفض'' کا اظہار اس لیے کرتے ہیں کیونکہ یہ اسلام کی عمارت کو ڈھانے کا راستہ ہے''۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ولھذا کان الرفض اعظم ابواب النفاق والزندقة''[2]

''اور اسی لئے رافضیت نفاق اور زندیقیت کا سب سے بڑا دروازہ ہے''۔

رافضیت احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں

((قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یظھر فی آخر الزمان قوم یسمون الرافضة یرفضون الاسلام))[1]

1 مجموعة فتاوی ابن تیمیة رحمۃ اللہ علیہ، ج:۶، ص:۴۲۱۔

2 الفتاوی الکبری لابن تیمیة رحمۃ اللہ علیہ، ج:۷، ص:۴۰۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جن کو روافض کہا جائے گا وہ اسلام کو جھٹلائیں گے"۔

((عن ام سلمة رضی الله عنها قالت كانت ليلتي وكان النبي صلى الله عليه وسلم عندي فأتته فاطمة فسبقها علي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ياعلي! انت واصحابك في الجنة الا انه ممن يزعم انه يحبك اقوام يرفضون الاسلام ثم يلفظونه يقرأون القرآن لايجاوز تراقيهم لهم نبز يقال لهم الرافضة فان ادركتهم فجاهدهم فانهم مشركون قلت يارسول الله صلى الله عليه وسلم! ماالعلامة فيهم قال لايشهدون جمعة ولاجماعة ويطعنون على السلف الاول(وفي رواية الرياض النضرة) ويشتمون أبابكر وعمر))[2]

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری رات کی باری تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے، پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور ان کے آنے سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تم اور تمہارے ساتھی جنت میں ہوں گے۔ سن لو! ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کو یہ زعم ہوگا کہ وہ تجھ سے محبت کرتے ہیں، حالانکہ وہ اسلام کو جھٹلائیں گے اور اس سے نکل جائیں گے، وہ قرآن پڑھتے ہوں گے۔ پس تم ان سے جہاد کرنا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا وہ نہ جمعہ میں حاضر ہوں گے اور نہ جماعت میں اور پچھلے لوگوں پر طعن کریں (اور ریاض النضرۃ کی روایت میں ہے) اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں گے"۔

---

[1] مسند احمد، ج:۱ص:۱۰۳، رقم الحدیث:۸۰۸۔

[2] مجمع الزوائد، ج:۱۰، ص:۲۱۔ المعجم الاوسط، ج:۶، ص:۳۵۵، رقم الحدیث:۶۶۰۵۔ السنۃ لابن ابی عاصم، ج:۲، ص:۴۷۵۔ الریاض النضرۃ، ج:۱، ص:۳۶۳۔

((عن عویم ابن ساعدة ان رسول اللهﷺقال ان الله تبارك وتعالیٰ اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیهم لعنة الله والملائكة والناس اجمعین ولا یقبل الله منه صرف ولا عدل))[1]

''عویم ابن ساعدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے رفقاء اور ساتھی بھی منتخب فرمائے اور پھر ان رفقاء میں سے کچھ کو میرا وزیر ،کچھ کو میرا مددگار اور کچھ کو میرا رشتہ دار بنایا پس جس شخص نے ان کو بُرا کہا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت اور اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اس کا فدیہ یا یہ کہ نہ نفل اس کا مقبول ہوگا نہ فرض''۔

روافض کے بارے میں حکم شرعی:

''أخبرنا ابوبكر المروذی قال سألت ابأ عبد الله عن من یشتم ابابكر وعمر وعائشةy قال ماأراه علی الاسلام قال وسمعت ابا عبدا لله یقول قال مالك رحمه الله الذی یشتم اصحاب النبیﷺ لیس لهم سهم أو قال نصیب فی الاسلام''[2]

''ہم کو خبر دی حضرت ابو بکر المروزی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا حضرت عبد اللہ سے اس شخص کے متعلق جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بُرا کہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت ابو بکر المروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت عبد اللہ سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا

---

[1] المستدرک للحاکم، ج:۱۵، ص:۳۶۲، رقم:۶۷۳۲ ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔

[2] السنۃ للخلال، ج:۳، ص:۴۹۳ واسنادہ صحیح۔

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو شخص بُرا کہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو ان کا کوئی حصہ نہیں یا فرمایا ان کا کوئی حصہ نہیں اسلام میں"۔

''علی بن عبد الصمد قال سألت احمد بن حنبل عن جار لنا رافضی یسلم علی أرد علیه قال لا''[1]

"علی بن عبد الصمد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ہمارے پڑوس میں رافضی ہے جو مجھ کو سلام کرتا ہے تو کیا میں اس کو جواب دو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ، نہیں!"

''قال البخاری وقال وکیع الرافضة شرمن القدریة''[2]

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ان کے استاد) امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روافض قدریہ سے بدتر ہیں"۔

''قال ابوبکر بن عیاش رحمه الله: لااصلی علی رافضی''[3]

"امام ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں رافضی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتا"۔

''قال الفریابی رحمه الله: من شتم ابابکر فهو کافر، لا یصلی علیه''[4]

---

[1] السنۃ لخلال، ج:۳، ص:۴۹۳، اسنادہ صحیح۔

[2] الفتاوی الکبری لابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ، ج:۱۰، ص:۱۰۰۔

[3] المغنی، ج:۵، ص:۶۲۔

[4] المغنی، ج:۵، ص:۶۲۔

"امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت ابو بکر کو گالی دی تو وہ کافر ہے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھو"۔

((وقدثبت عن علی فی صحیح البخاری وغیره من نحوثمانین وجها انه قال:خیر هذه الامة بعد نبیها،ابوبکر رضی اللہ عنہ ثم عمر رضی اللہ عنہ۔ وثبت عنه انه حرق غالیة الرافضة الذین اعتقدوافیه الالهیة۔ وروی عنه بأسانید جیدة انه قال:لااوتی باحدیفضلنی علی رضی اللہ عنہ ابی بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ الاجلدته حد المفتري۔ وعنه انه طلب عبد الله بن سبا لما بلغه انه سب ابأبکر وعمر لیقتله فهرب منه))[1]

"صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات کئی وجوہ سے تقریباً اسی طرق پر ثابت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں"۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے غالی رافضیوں کو آگ میں جلوا دیا جب انہوں نے آپ کے بارے میں الوہیت کا اعتقاد رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ہی جید اسناد کے ساتھ مروی ہے آپ نے فرمایا:"میرے پاس کوئی ایسا بندہ لایا گیا جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے تو میں اسے بہتان کی حد لگاؤں گا (یعنی اسّی درے)۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ابن سباء کو طلب کیا جب آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ اس نے ابو بکر و عمر کو گالی دی ہے تو آپ نے اسے بلا بھیجا تا کہ اسے قتل کریں تو وہ بھاگ گیا"۔

1 مجموعۃ فتاوی ابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ، ج:٦، ص:٤٢١۔

روافض سے قتال کرنے کا حکم:

((وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کنت ثم النبی ﷺ وعنده علی فقال النبی ﷺ، یا علی! سیکون فی امتی قوم ینتحلون حب اهل البیت لهم نبز یسمون الرافضة قاتلوهم فانهم مشرکون))[1]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! میری امت میں عنقریب ایسی قوم ہوگی جو اہل بیت سے محبت کا (جھوٹا) دعویٰ کرے گی، ان کے لئے ہلاکت ہے ان کو رافضہ کہاجائے گا تم ان سے قتال کرنا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے"۔

((عن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب قال قال رسول الله ﷺ، یاعلی! انك من اهل الجنة وانه یخرج فی امتی قوم ینتحلون شیعتنا لیسوا من شیعتنا لهم نبز یقال لهم الرافضة وآیتهم انهم یشتمون أبابکر وعمر اینما لقیتهم فاقتلهم فانهم مشرکون))[2]

"حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم اہل جنت میں سے ہو اور میری امت میں سے ایسی قوم نکلے گی جو اپنے آپ کو ہماری اولاد سے منسوب کریں گے اور وہ ہماری اولاد میں سے نہیں ہوں گے، ان کے لئے برائی

[1] رواه الطبرانی واسناده حسن بحوالہ مجمع الزوائد، ج:۱۰، ص:۲۲۔ السنة لابن ابی عاصم، ج:۲، ص:۴۷۶۔
[2] السنن الواردة فی الفتن، ج:۳، ص:۶۱۶، رقم الحدیث:۲۷۹۔ الفردوس بماثور الخطاب، ج:۵، ص:۳۱۶۔

ہے، ان کو رافضہ کہا جائے گا اور ان کی علامت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دیں گے وہ جہاں کہیں بھی تم کو ملیں تم ان کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ألا ادلك على عمل اذا عملته كنت من اهل الجنة ؟ وانك من اهل الجنة ،انه سيكون بعدنا قوم لهم نبز يقال لهم الرافضة،فان ادركتموهم فاقتلوهم فانهم مشركون))[1]

"کیا تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کو انجام دینے سے تم جنتی بن جاؤ، اور بلاشبہ (اے علی) تم جنتی ہو، ہمارے بعد ایک گروہ رافضہ آئے گا اگر تم انہیں پاؤ تو ان کو قتل سے دریغ نہ کرنا ،وہ مشرک ہیں"۔

((ولان هؤلاء من اعظم المفسدين فى الارض فاذا لم يندفع فسادهم الابالقتل قتلوا))[2]

"اور اس لیے کہ یہ لوگ زمین کے اوپر سب سے بڑے فسادی ہیں پس اگر ان کا فساد قتل کے بغیر نہ جاتا ہو تو انہیں قتل کر دینا ہی بہتر ہے!"

((وكذلك الخروج والمروق يتناول كل من كان فى معنى اولئك ويجب قتالهم بامر النبى صلى الله عليه وسلم كما وجب قتال اولئك ـ وان كان الخروج عن

1 بحوالہ الصارم المسلول لابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ۔

2 مجموعۃ فتاوی ابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ، ج:۲، ص:۴۲۳۔

الدین والاسلام انواعاً مختلفةً وقد بينا ان خروج الرافضة ومروقهم أعظم بكثير))[1]

''اسی طرح دین سے نکلنا اور اس سے خارج ہونا، اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اس معنی میں آئے اور ایسے لوگوں کے ساتھ امرِ نبی ﷺ کے ساتھ قتال واجب ہے جیسے کہ ان (رافضی) لوگوں کے ساتھ قتال واجب ہے۔ اگرچہ اسلام سے خارج ہونے اور اس سے نکلنے کی بہت سی اقسام ہیں لیکن ہم نے بیان کیا ہے کہ رافضہ کا خروج اور ان کا دین سے نکلنا بہت ہی عظیم ہے''۔

کیا اب بھی شیعہ سنی مفاہمت ممکن ہے؟

یہاں روافض یا شیعوں کا اصل چہرہ تفصیل کے ساتھ بے نقاب کرنے کی اصل وجہ اس مسئلہ کے بارے میں اہل السنۃ کی بے علمی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ ان کے بارے میں حکم شرعی جاننے کے بعد بھی اگر کوئی شخص ''شیعہ سنی مفاہمت'' پر یقین رکھتا ہو اور اس کے لئے تگ ودو کر رہا ہوں تو اس کے بارے میں سوائے دو باتوں کے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ایک یہ کہ یا تو وہ قلبی بصیرت کے ساتھ ساتھ عقلی بصیرت سے بھی محروم ہو چکا ہے یا پھر وہ اپنے ذاتی مفادات یا اغیار کے ایجنڈے کو پورا کرنے کے لئے یہ خدمت انجام دے رہا ہے۔

اس بات سے وہ ''دینی'' کہلانے والی جماعتیں اور نامور شخصیات مبرا نہیں جو کہ رافضیت کے حوالے سے شریعت کے اتنے واضح اور صریح احکامات کے باوجود ''شیعہ سنی مفاہمت'' کی باتیں کرتے ہیں اور عوام الناس کے سامنے اصل احکام شریعت نہیں لاتے۔

[1] مجموعۃ فتاوی ابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ، ج:٦، ص:٤٢٢۔

مگر اردو بولنے والے مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر غور فکر کا مقام ہے کہ شریعت جس رافضی گروہ کے بارے اتنے واضح احکامات رکھتی ہے ان کی اکثریت بلکہ ان کا پورا غلبہ ان کی ترجمانی کا دعویٰ کرنے والی تحریک پر ہو چکا ہے اور اس بات سے خاص کر اس تحریک کے کارکنان اور ہمدرد بخوبی آگاہ ہیں۔ لہٰذا اب بھی اگر اس تحریک سے وابستگی اور اس کے پروگرامز اور اہداف کے تکمیل یوں ہی کی جاتی رہی جبکہ اس تحریک کے کارکنان اور ہمدرد اس تحریک کے زیر اثر علاقوں میں رافضی گروہ کی عسکری تیاریوں سے بھی واقف ہوں گے، تو پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ رافضی گروہ ''کراچی ہمارا ہے'' کے نعرے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس تحریک کی پوری طاقت کو اس تحریک کے زیر اثر علاقوں میں اہل السنۃ یا بالفاظ دیگر سنی مسلمانوں کا قتل عام، ان کے مال واملاک کی بربادی اور ان کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی عزتوں سے کھیلنے کے لئے استعمال کرے جیسا کہ اس گروہ نے اس سے پہلے یہی کام عراق میں اہل السنۃ کے ساتھ کیا اور اب یہی کام شام کے اہل السنۃ کے ساتھ کیا جا رہا ہے اور پھر کہیں کف افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ میں نہ رہے۔ اگر یقین نہ ہو تو آج سے تقریباً سات سو سال قبل تاریخ کے جھرکوں میں ذرا جھانک کر دیکھ لیں۔ اس وقت کے امام، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

((وفیهم من معاونة الکفار علی المسلمین مالیس من الخوارج.......... والرافضة هم معاونون للمشرکین والیهود والنصاری علی قتال المسلمین.......... وکذلك فی الحروب التی بین المسلمین وبین النصاری بسواحل الشام قدعرف اهل الخبرة ان الرافضة تکون مع النصاری علی المسلمین وانهم عاونوهم علی اخذ البلاد .... واذاغلب المسلمون النصاری والمشرکین کان ذالك غصة عند الرافضة واذاغلب المشرکون والنصاری المسلمین کان ذلك عیدا، ومسرة عند الرافضة))[1]

[1] الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ج:۵، ص:۲۴۸۔

''اور ان (روافض) میں وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں پر کافروں کی معاونت کرتے ہیں.........اور رافضہ معاونت کرتے ہیں مشرکوں اور یہود و نصاریٰ کی مسلمانوں کے قتل عام کرنے پر.........اور اسی طرح ان (صلیبی) جنگوں میں جو مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان ہوئیں شام کے ساحل پر۔ اہل خبر کے ہاں مشہور ہے کہ رافضہ مسلمانوں کے مقابلے میں نصاریٰ کے ساتھ ہوتے تھے اور مسلمانوں کے شہروں قبضہ کرنے میں نصاریٰ کی مدد کرتے تھے.........اور جب مسلمانوں کو نصاریٰ اور مشرکین پر غلبہ حاصل ہو تا تو رافضہ کے نزدیک یہ بات غصہ والی ہوتی اور اگر مسلمانوں پر مشرک اور نصاری غلبہ حاصل کرتے تو یہ بات ان کے لئے عید اور مسرت کا باعث ہوتی''۔

عقل رکھنے والوں کے لئے ان سب باتوں میں کھلی نشانیاں ہیں.........!!

بے حیائی اور بے راہ روی

یوں تو ملک کی اکثر سیاسی جماعتوں (بشمول اس تحریک) کے قائدین اور رہنماؤں کی اکثریت بد دین، بد اخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ بد کردار بھی ہے جو کہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان جماعتوں کے کارکنان و ہمدردوں میں بھی بد دینی بد کرداری پروان چڑھ رہی ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

لیکن جس منظم اور محکم انداز میں بد دینی و بد کرداری کے ساتھ بے حیائی اور بے راہ روی کو عوام الناس میں اس تحریک کے ذریعے فروغ دیا جارہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اس بات کا اندازہ صرف اس تحریک کے قائد کی مختلف جلسوں اور پریس کانفرنس میں اعلانیہ بے حیائی اور بے غیرتی پر مبنی گفتگو سے کیا جاسکتا ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

ماضی قریب میں اس کی سب سے بڑی مثال 19 فروری ۲۰۱۲ء کو منعقدہ خواتین کا جلسہ ہے جس کو براعظم ایشیاء کی تاریخ میں خواتین کا سب سے بڑا جلسہ قرار دیا گیا اور اس جلسہ میں جس طرح بدنامہ زمانہ فنکاراؤں اور گلوکاراؤں کے ذریعے مسلمانوں کی مائوں بہنوں کی عزت و ناموس کو رسوا کیا گیا اور ان کو حیاء باختہ رقص پر مجبور کیا گیا اور اس تحریک کے قائد کی جانب سے پوری دنیا کے سامنے جو حیاء سوز تقریر کی گئی اس نے تو غیرت وحمیت کا جنازہ ہی نکال دیا۔

غیرت نام تھا جس کا، رخصت ہوئی مسلماں کے گھر سے

صحیح فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ))

"جس کے اندر سے حیاء وغیرت نکل جائے وہ جو چاہے کرتا پھرے"۔

اردو بولنے والی ماؤں بہنوں کو غور فکر کرنا چاہیے کہ کل تک جو مائیں بہنیں حیاء وعفت کا پیکر ہوا کرتی تھیں آج کس کے ایجنڈے پر ان کی عزت وناموس کو گلی گلی رسوا کیا جارہا ہے اور سوچنا چاہیے اس تحریک کے کارکنان کو کہ جو گفتگو ان کے قائد ان کی ماؤں بہنوں کے سامنے کرتے ہیں اگر وہ گفتگو کوئی اور کرے تو کیا وہ اس شخص کی جان کو درپے نہ ہو جائیں گے اور یہ بھی کہ کیا ان کے آباؤاجداد نے اس لئے یہ ملک حاصل کیا تھا کہ ان کی بیٹیاں سڑکوں پر رقص کریں اور بھنگڑے ڈالیں؟ جان لیں! اگر اس طرز عمل کا تدارک نہ کیا گیا تو پھر ہماری ماؤں بہنوں کی عزت وناموس کو بچانے والا کوئی نہ ہو گا؟

سیکولرازم اور لبرل ازم

یہ تحریک لبرل ازم اور سیکولر ازم کی حامی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ یہ تحریک نہ صرف ان دونوں فلسفوں پر یقین رکھتی ہے بلکہ اس کے فروغ اور اس کی بنیاد پر ریاستی امور چلانے کا بھی عزم رکھتی

ہے۔اس بات کا اندازہ تحریک کے قائد اور اس کے رہنماؤں کے بیانات اور خاص کر ان کی ''فکری نشستوں''میں ہونے والی گفتگو سے کیا جاسکتا ہے جس کا اس تحریک کے عام کارکنان بھی بخوبی علم رکھتے ہیں۔بدنامہ زمانہ اینکر مبشر لقمان کے ساتھ ایک انٹرویو کے دوران اس تحریک کے قائد نے برملا کہا کہ:

''ہم لبرل لوگ ہیں''۔

چنانچہ اس ضمن میں لبرل ازم اور سیکولر ازم کو مختصراً سمجھنا نہایت ضروری ہے تاکہ اس بات کا اندازہ بخوبی کیا جاسکے کہ ان نظریات کے فروغ اور نفاذ کا کیا مطلب ہے؟اور آدمی کے دین وایمان پر اس کے کتنے بھیانک اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

لبرل ازم کی تعریف وتاریخ:

لفظ ''لبرل''قدیم روم کی لاطینی زبان کے لفظ ''لائبر''(Liber)اور پھر ''لائبرالس''(Liberalis)سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے ''آزاد۔جو غلام نہ ہو''۔آٹھویں صدی عیسوی تک اس لفظ کا معنی ایک آزاد آدمی ہی تھا۔بعد میں یہ لفظ ایک ایسے شخص کے لئے بولا جانے لگا جو فکری طور پر آزاد، تعلیم یافتہ اور کشادہ ذہن کا مالک ہو۔اٹھارویں صدی عیسوی اور اس کے بعد یہ لفظ اس شخص کے بارے میں کہا جانے لگا جو خدا یا کسی اور مافوق الفطرت ہستی یا مافوق الفطرت ذرائع سے حاصل ہونے والی تعلیمات اور مذہبی اقدار کی پابندی سے خود کو آزاد سمجھتا ہو چناچہ لبرل ازم سے مراد کسی بھی مذہبی اقدار سے آزاد روش پر مبنی وہ فلسفہ اور نظام اخلاق و سیاست ہے جس پر کوئی گروہ یا معاشرہ عمل پیرا ہو۔

بنیادی طور پر برطانوی فلسفی جان لاک(Jhon Locke 1620ء تا1740ء)پہلا شخص ہے جس نے لبرل ازم کو باقاعدہ ایک فلسفہ اور طرز فکر کی شکل دی۔یہ شخص عیسائیت کے مروجہ عقیدے کو نہیں مانتا تھا بلکہ اس سے نہایت بیزار بھی تھا۔انقلاب فرانس کے فکر ی رہنما

"والٹیئر Voltaire(1694 تا1778ء)اورروسوRousseau(1712ء تا 1778ء)اگر چہ رسمی طور پر عیسائی تھے لیکن فکری طور پر جان لاک سے متاثر تھے۔انہی لوگوں کی فکر کی روشنی میں "انقلاب فرانس" کے بعد فرانس کے قوانین میں مذہبی اقدار سے آزادی کے اختیار کو قانونی تحفظ دیا گیااور اسے ریاستی امور کی صورت گری کے لئے بنیاد بنادیا گیا۔امریکہ کے "اعلان آزادی"(American Declaration of Independence)میں بھی شخصی آزادی کی ضمانت جان لاک کی فکر سے متاثر ہو کر دی گئی۔[1]

سیکولرازم کی تعریف و تاریخ:

سیکولرازم،قدیم لاطینی لفظ"سیکولارس"(Saecularis)سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے"وقت کے اندر محدود"۔عیسائی عقیدے کے مطابق خدا کی ذات وقت کی قید اور حدود سے آزاد اور ماورا ہے۔یورپ میں تحریک احیاء علوم (جو کہ عیسائیت کے مسخ شدہ عقائد سے بیزاری کا نتیجہ تھی)کے دوران یورپ میں جب عیسائیت کی تعلیمات سے بیزاری کے نتیجے میں خدا کے انسانی زندگی میں کسی عمل دخل کے خلاف بغاوت پیدا ہوئی تو کہا جانے لگا کہ چونکہ خدا وقت کی حدود سے ماورا ہے اور انسان وقت کی حدود سے مقید ہے لہذا انسانی زندگی کو سیکولر یعنی خدا سے جدا(محدود)ہونا چاہیے۔

اس لفظ کو باقاعدہ اصطلاح کی شکل میں 1864ء میں متعارف کرانے والا پہلا شخص برطانوی مصنف جارج جیکب ہولیوک(George Jacob Holyoake 1817ء تا1906ء)تھا۔اس کو ایک دفعہ عیسائیت سے بیزاری یا بالفاظِ دیگر لبرل ازم پر لیکچر دینے پر چھ ماہ کی سزا کاٹنی پڑی۔ جیل سے

[1] بحوالہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا،وکی پیڈیا اور آکسفورڈ ڈکشنری۔

رہا ہونے کے بعد اس نے اپنا طرزِ فکر تبدیل کیا اور لبرل ازم کے مقابلے میں نرم لفظ "سیکولر ازم" کا پرچار شروع کر دیا۔[1]

اس اصطلاح کے عام ہو جانے کے بعد پہلے برطانیہ اور پھر تمام یورپ اور دنیا بھر میں سیکولرازم کے معنی یہ ہوئے: "انسانی زندگی کے دنیا سے متعلق امور کا تعلق خدا یا مذہب سے نہیں ہوتا" اور مزید یہ کہ "حکومتی معاملات کا خدا یا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا"۔ اس اصطلاح کے یہی معنی اب دنیا بھر میں انگریزی زبان کی ہر لغت اور انسائیکلوپیڈیا میں پائے جاتے ہیں اور اسی پر سیکولر کہلانے والے تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔

سیکولر ازم اور لبرل ازم دراصل ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں:

لبرل ازم اور سیکولر ازم بظاہر دو الگ الگ اصطلاحات و فلسفوں کا نام ہے مگر حقیقی اعتبار سے دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم اور ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ جو شخص لبرل ازم کے فلسفے (آزاد خیالی، مذہب بیزاری) پر یقین رکھتا ہو تو وہ شخص لازماً سیکولر ازم (خدا کو مقید کرنے) کا حامی ہو گا کیونکہ دونوں کے مقاصد و اہداف مشترک ہیں کہ "خدا کو مقید کرتے ہوئے انفرادی و اجتماعی معاملات میں مذہب سے آزادی حاصل کرنا"، لہٰذا نتائج کے اعتبار سے دونوں فلسفوں میں کوئی فرق نہیں۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

لبرل ازم اور سیکولر ازم اسلام کی نظر میں:

اس سے قبل کہ ہم لبرل ازم اور سیکولر ازم کے فروغ میں موضوع بحث تحریک کے کردار پر بحث کریں، ہم ان دونوں نظریات کو قرآن و سنت کی روشنی میں پرکھ لیتے ہیں آیا اللہ رب العزت نے انسان

[1] بحوالہ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا اور وکی پیڈیا۔

کو اپنی بندگی اور فرمابرداری کے لئے پیدا کیا تھا یا پھر اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق ''جیسے چاہو جیو'' کے فلسفے پر آزادانہ زندگی گزارنے کے لئے۔اس سلسلے میں چند آیات قرآنی اور احادیث ہی اس بات کے رد کے لئے کافی ہیں، مزید کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ایک حدیث میں بندۂ مومن کی مثال اس طریقے سے دی گئی ہے:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ عَلَى آخِيَّتِهِ يَجُولُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى آخِيَّتِهِ))[1]

''بندۂ مومن کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو کہ ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہو، کہ گھوڑا گھوم پھر کر کھونٹے کی طرف ہی واپس آجاتا ہے''۔

چناچہ درجِ ذیل آیات قرآنی بھی درج بالا حدیث کی ترجمانی کرتی ہیں:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ[2]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (کی مقرر کردہ حدود) سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والے اور جاننے والے ہیں''۔

فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[3]

[1] مسند احمد ج۲۲ ص ۴۵۲ رقم:۱۰۹۰۷۔

[2] الحجرات:۱۔

[3] النسآء:۶۵۔

''پس قسم ہے تمہارے پروردگار کی! یہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور آپ کے حکم کو فرمابرداری کے ساتھ تسلیم کرلیں''۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا[1]

''اور کسی ایمان والے مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح گمراہی میں پڑگیا''۔

سب سے پہلے پاکستان.........؟؟

پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ! کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں اول دن سے ہی مختلف حیلوں بہانوں سے ان دونوں فلسفوں کو رائج اور نافذ کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن عوام الناس کے اندر پائے جانے والی اسلام سے محبت، ان نظریات کے مکمل طور پر رائج ہونے میں رکاوٹ بنی رہی۔

لیکن اس حوالے سے سب سے بڑی عملی کوشش اس وقت کی گئی جب طاغوت وقت جنرل پرویز مشرف نے کفریہ نعرے ''سب سے پہلے پاکستان'' کی بنیاد پر روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر ان دونوں نظریات کو نہ صرف نافذ کیا بلکہ عوام الناس کے قلوب و اذہان کے اندر بھی دین وشریعت سے شدید بیزارگی پیدا کی گئی۔ چنانچہ وہ اپنے ان افکار کا توبرملا اظہار کرتا تھا کہ کہ ''آج خلافت کا نظام قابل

---

[1] الاحزاب:۳۶۔

عمل نہیں"اور یہ کہ " داڑھی اور پردہ کو گھر پر رکھا جائے"اور"موسیقی کو حرام کہنے والوں سے ہمیں مقابلہ کرنا ہوگا" وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ جس وقت ان نظریات کو عوام الناس میں حکومتی سطح پر تھوپنے کی کوشش کی گئی، تو اس دوران ملک کی دیگر جماعتوں کی طرح اس تحریک کے ذریعے پورے ملک میں، اور خاص کر اردو بولنے والے مسلمانوں کے اندر ان نظریات کو رائج کرنے کے لئے بھرپور ذہن سازی کی گئی اور روشن خیالی و اعتدال پسندی کے نام پر کفر والحاد کا وہ طوفان کھڑا کیا گیا جس کے آگے بند باندھنے کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی (جس کی قدرے تفصیل آگے آرہی ہے)........ لیکن اللہ تعالیٰ لال مسجد و جامعہ حفصہ کے طلبہ وطالبات کی شہادت کو قبول کرے کہ وہ جاں سے تو گزر گئے لیکن اپنی قربانیوں سے وہ اس عفریت کو بھی ہمیشہ کے لئے زمین میں دفن کر گئے۔ چنانچہ آج روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے الفاظ کو ماسوا گنے چنے لوگوں کے کوئی بھی استعمال کرنے والا نہیں۔

بہر حال ! یہ جاننے کے بعد کہ اسلام میں لبرل ازم اور سیکولر ازم کے نظریات و افکار کی کسی صورت کوئی گنجائش نہیں، جو لوگ بھی ان نظریات کی حامل جماعتوں اور تحریکوں سے وابستہ ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنے دین و ایمان کو برباد ہونے سے بچائیں اور ایسا طرز فکر رکھنے والی تحریکوں سے بے زاری کا اظہار کریں۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کردار

"دہشت گردی "کے خلاف جنگ کے نام پر برپا کی جانے والی صلیبی جنگ میں ایک طرف حکومت پاکستان اور افواجِ پاکستان سمیت ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے امریکہ کی ایک "ہوں"اور ڈالروں کی چمک کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور افغانستان کے مسلمانوں کے قتل عام کے لئے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو کھلا لائسنس عطا کیا بلکہ اس جنگ مین کفر کے اتحادی "فرنٹ لائن اسٹیٹ "کا کردار ادا کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کیا۔

اس ضمن میں ملک کی ”دینی“ کہلانے والی جماعتوں کا اندرونی طور پر کیا کردار رہا وہ ابھی زیرِ بحث نہیں، مگر بیرونی طور پر بھی انہوں نے بھی اس معاملے میں شریعت کی طرف سے عائد کئے جانے والے ”فریضے“(یعنی جہاد فی سبیل اللہ) کی ادائیگی میں جس مجرمانہ خاموشی اور غفلت کا مظاہرہ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور جس کا سلسلہ تاحال جاری ہے (البتہ ان جماعتوں سے تعلق رکھنے والے وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اپنی جماعتوں کی مخالفتوں کے باوجود ہر طریقے سے کفر کے مقابلے میں کھڑے ہونے والے اہل ایمان کی مدد ونصرت کی)۔

لیکن مسلمانوں کے خلاف جنگ میں جو خطرناک اور بھیانک کردار اس تحریک نے ادا کیا اس کو احاطۂ تحریر میں لانا ناممکن نہ سہی مگر مشکل ضرور ہے۔یہ تحریک اس جنگ میں مجموعی طور پر افواجِ پاکستان کی طرح کفار کا ہراول دستہ ثابت ہوئی۔ اس تحریک نے نہ صرف اپنے زیرِ اثر علاقوں میں کفر کے خلاف لڑنے والے اور ان کی مدد ونصرت کرنے والوں کی جاسوسی سے لے کر ان کی گرفتاریوں تک اور ان کا عرصۂ حیات تنگ کرنے سے لے کر ان کو رسوا کرنے اور خفیہ طریقوں سے قتل کرنے تک آئی ایس آئی کی طرح بھرپور کردار ادا کیا۔

عالمی طور پر افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کے معاشی استحصال سے لے کر ان پر کفار کی طرف سے آتش و آہن کی برسات تک یا پھر ملکی طور پر لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے محاصرے سے لے کر ”آپریشن سائلنس“ میں فاسفورس بموں کے ذریعے ان کو جلائے جانے تک ،امریکہ کی خوشنودی کے طالب اور ڈالروں کے پجاری افواجِ پاکستان کے ہاتھوں سرحدی علاقوں میں ہزاروں قبائلی مسلمانوں کے قتل عام سے لے کر اپنے ہی ملک میں لاکھوں لوگوں کو ”مہاجر“ بنائے جانے تک یا پھر ملک میں نافذ ظلم وجبر پر مشتمل کفریہ قوانین کے مقابلے میں شریعت کے نفاذ کی مخالفت تک، ہر ایسے موقع پر اس تحریک نے وہ کردار ادا کیا جو کہ کفر کے سرداروں کو مطلوب تھا۔ اس حوالے سے چند چیدہ چیدہ مثالیں درج ذیل ہیں:

امریکہ کی حمایت میں ریلی:

نائن الیون کے بعد جب امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان پر حملہ کرنے لئے پر تول رہے تھے اس وقت اس تحریک نے کفار کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا (جس کی پوری تفصیل تھوڑے عرصے پہلے ہی سامنے آئی ہے)

اور اس وقت کے امریکی صدر نے جب یہ اعلان کیا کہ:

"Every nation ,in every region,now has a decision to make.

Either you are with us ,or you are with the terrorsts ".

"ہر قوم جو کہیں بھی رہتی ہو، اس کو ابھی یہ فیصلہ کرنا ہو گا آیا وہ ہمارے ساتھ ہے یا وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہے۔"

چنانچہ اس تحریک کے قائد کی جانب سے ۲۳ ستمبر ۲۰۰۱ء کو اس وقت کے وزیر اعظم برطانیہ ٹونی بلئیر کو لکھا جانے والا خط قابل ذکر ہے۔ جس کے متن کو پڑھ کر ہی اندازہ ہو جائے گا کہ کس طرح کفر کے ساتھ ہر طرح کے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔ خط کا متن درج ذیل ہے:

23 ستمبر 2001ء

جناب ٹونی بلیئر ممبر پارلیمنٹ و وزیر اعظم

برطانیہ 10 ڈائوننگ اسٹریٹ لندن ڈبلیو ون

محترم وزیر اعظم (برطانیہ)!

متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) دہشت گردی کی ہر قسم، مذہبی جنونیت اور تشدد کی قطعی مخالف جماعت ہے اور حقیقی جمہوریت کی حامی ہے۔ ہم درجِ ذیل خدمات پیش کر سکتے ہیں:

(۱) ہم معاہدہ ہونے کے پانچ روز کے اندر دہشت گردی کے خلاف بر سرِ پیکار عالمی برادری کی حمایت میں پانچ دن کے نوٹس پر کراچی میں متعدد مظاہرے کر سکتے ہیں۔ حکومت پاکستان سے اجازت ملنے کی صورت میں ان مظاہروں میں لاکھوں افراد شرکت کریں گے۔ پہلا مظاہرہ 26 ستمبر 2001ء کو ہو گا۔

(۲) سندھ کے تمام چھوٹے بڑے شہروں اور کسی حد تک پنجاب میں مدارس، بنیاد پرستوں اور طالبان سے وابستہ تنظیموں کی نگرانی کے لئے ہیومن انٹیلی جنس فراہم کی جاسکتی ہے۔

(۳) مغربی ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کی ہیومن انٹیلی جنس صلاحیتوں کو مدد اور بڑھاوا دینے کے لئے افغانستان میں چنیدہ گروپوں کو امدادی کارکنوں کی شکل میں بھیجا جاسکتا ہے۔

اس مدد کے بدلے میں ہم درج ذیل کم از کم مقاصد کے حصول کی ضمانت چاہتے ہیں جو نہ صرف ہمارے لئے انتہائی ضروری ہیں بلکہ مجموعی طور پر پاکستان کے لئے بھی بہتر ہوں گے۔

ہمارے مقاصد:

(الف) ہم صوبہ سندھ اور وفاق کے انتظام میں حقیقی برابری چاہتے ہیں۔

(ب) تعلیم، روزگار، فوج اور انتظامیہ سمیت زندگی کے تمام شعبوں میں برابری پر مبنی شراکت چاہتے ہیں۔

(ج) ہم مہاجروں اور سندھیوں پر مشتمل مقامی پولیس چاہتے ہیں۔

(د) وفاقی حکومت تمام صوبوں کو مکمل خود مختاری دے کر دفاع، خارجہ اموراور کرنسی کنٹرول کے شعبے اپنے پاس رکھے اور ان تمام شعبوں میں تمام صوبوں کی یکساں نمائندگی ہو۔

(ہ) خفیہ پاکستانی ادارے آئی ایس آئی کو مکمل طور پر ختم کیا جائے ورنہ یہ مستقبل میں بھی کئی طالبان اور اسامہ بن لادن پیدا کرتی رہے گی۔

ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارے پیشکش پر پاکستان کے مفاد میں سنجیدگی سے غور کریں گے۔ آپ کی جانب سے جلد پیشرفت کا منتظر ہوں۔

نیک خواہشات و دعاؤں کے ساتھ

آپ کا مخلص

دستخط

الطاف حسین

بانی و قائد متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم)

چنانچہ اس تحریک نے اعلانیہ طور امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے اظہارِ یکجہتی کے لئے 26 ستمبر ۲۰۰۱ء کو ایک بہت بڑی ریلی کا انعقاد کیا تھا اور دراصل یہ اس سفر کا باقاعدہ آغاز جس کے تحت اس تحریک اپنا پوراوزن کفر کے پلڑے میں ڈال دیا تھا۔

کفر کے ہراول دستے کا کردار:

ہو سکتا ہے کہ کوئی اس خط کے اصلی ہونے سے انکاری ہو مگر اس تحریک نے اہل ایمان کے خلاف لڑے جانے والی جنگ جو کردار ادا کیا اور جس طرح کفر کے سردار امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا ساتھ قولی و عملی طور پر دیا، وہ خط کے مندرجات سے مختلف نہیں اور کوئی اس کا بھی منکر ہے تو وہ اس تحریک کی ویب سائٹ کے ایک لنک کو ملاحظہ کرلے۔ جس میں واضح طور اس تحریک کے قائد نے کفر کے

سرداروں سے اظہار یک جہتی کرتے ہوئے اپنے تیس ملین سپورٹرز کی غیر مشروط مدو حمایت کا یقین دلایا بلکہ ایک خط جو کہ مریکی صدر کو لکھا گیا اس کا حوالہ بھی موجود ہے۔ایک رپورٹ کی ہیڈنگ یہ تھی:

"Altaf Hussain offers unconditional support of over thirty million MQM supporters to the US President,British Prime Minister And International Community:Complete Audio Report of Mr.Altaf Hussains's Address .

"الطاف حسین نے امریکہ کے صدر اور برطانیہ کے وزیر اعظم کو ایم کیو ایم کے تیس ملین سپورٹر کی غیر مشروط حمایت کی پیشکش کی ہے"۔

الطاف حسین کے خطاب کی مکمل آڈیو رپورٹ کا لنک یہ تھا جو کہ ڈیلیٹ کر دیا گیا ہے:

http://www.mqm.org:80/audio_news/ah010918.ram

ایک ہیڈنگ اس طرح ہے:

"MQM workers are prpared to provide unconditional assistance and cooperation to the International Community and Multinational corporations-Altaf Hussain .

"ایم کیو ایم کے کارکنان عالمی برادری اور ملٹی نیشنل کارپوریشنس سے غیر مشروط مدد و تعاون کرنے پر تیار ہیں۔الطاف حسین"۔

امریکی صدر کے نام جو خط لکھا گیا وہ یوں تھا:

London - 11 September 2001.

Mr Altaf Hussain, Founder and Leader of Muttahida Quami Movement (MQM), has strongly condemned the terrorist attacks upon USA. In a letter sent to US President George W Bush, "Mr Hussain on behalf of the MQM and millions of his supporters condemned the cowardly and brutal terrorist attack upon different places in the United States including the World Trade Centre in New York and the Pentagon in Washington. Mr Hussain prayed for the victims and their families and for the early recovery of those wounded in these attacks[1].

اصل لنک:

http://www.mqm.org/English-News/Sep2001/news010923.htm

اور وکی لیکس کے مطابق کراچی میں امریکی سفیر اسٹیفن فیکن (Stephen Fakan) اپنے ایک مراسلے میں کہتا ہے:

"MQM's armed members, known as "Good Friends," are the largest non-governmental armed element in the city".

"ایم کیوایم کے مسلح کارکنان جو کہ ہمارے "اچھے دوست" کے طور پر جانے جاتے ہیں، شہر (کراچی) میں ایک بڑی غیر سرکاری مسلح تنظیم ہے"۔

[1] http://www.mqm.org/English-News/Sep-2001/ah010911.htm

http://wikileaks.org/cable/2009/04/09KARACHI138.html

عراق کے مسلمانوں سے اظہار بیزاری:

اسی طرح جب افغانستان کو تخت و تاراج کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ نے عراق کو تختۂ مشق بنانے کا فیصلہ کیا تو اس وقت "مظلوموں کی ساتھی" اس تحریک نے عراق کے مسلمانوں سے جس اظہار بیزاری کا اظہار کیا وہ انتہائی شرمناک تھا۔ جب کفار میں سے بھی بعض ممالک بظاہر عراق پر حملے کے مخالفت کا اظہار کر رہے تھے، اس وقت اس تحریک کے رہنماؤں نے ملک میں ان لوگوں (دینی کہلانے والی جماعتوں) کو "بیگانے کی شادی میں عبد اللہ دیوانہ" کی مثالیں دے کر تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر دیا جو کہ عراق جنگ کی مخالفت صرف زبانی کلامی ہی کر رہی تھیں، حقیقت میں کسی عملی اقدام سے دور تک ان کا واسطہ نہ تھا۔ اس تحریک کے رہنماؤں کے بیانات اس وقت کے اخبارات میں واضح طور پر مل جائیں گے۔ اس سلسلے میں صرف ایک مباحثہ کا حوالہ دینا کافی ہے کہ جو کہ مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ اور اس تحریک کے نامور رہنما کنور خالد یونس کے درمیان ایک نجی ٹی وی چینل (جیو نیوز) پر ہوا تھا۔

جامعہ حفصہ کی پاکدامن عورتوں پر بہتان درازی:

لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے طلباء طالبات نے جب اسلام آباد میں سات مساجد کی شہادت اور مزید مساجد کی مسماری کی تیاری اور اس پر "دینی" کہلانے والی جماعتوں کی طرف سے بے توجہی کی وجہ سے خود ہی اقدام کرتے ہوئے حکومت پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے ایک لائبریری پر قبضہ کیا تا کہ حکومت کو اس عمل سے باز رہنے پر مجبور کیا جا سکے مگر حکومت کی ہٹ دھرمیوں اور اپنوں کی بے اعتنائی کی وجہ سے جب وہ "شریعت یا شہادت" کا نعرہ لگا کر نفاذ شریعت کی تحریک چلانے پر مجبور ہوئے تو اس وقت بھی اس تحریک کی جانب سے نفاذ شریعت کی شدید مخالفت کا معاملہ اپنی جگہ، مگر جامعہ حفصہ کی طالبات سے متعلق جس طرح اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال کی گئی اور ان کو بد کردار اور فاحشہ

عورتوں سے تشبیہ دی گئی اس کو بیان کرنے سے ہم قاصر ہیں۔اس کے لئے اس وقت دیئے گئے اخباری بیانات ہی کافی ہیں مزید کسی حوالے کی ضرورت نہیں۔

قبائلی علاقوں میں آپریشن کے موقع پر مجرمانہ کردار:

امریکی ایماء پر جب ڈالروں کی بچاریوں نے قبائلی علاقوں کے مسلمانوں کو کفر کے خلاف اہل ایمان کو پناہ دینے اور شریعت کے نفاذ کی بات کرنے پر عبرتناک سزا دینے کا فیصلہ کیا تو اس موقع پر بھی جو بھیانک کردار ملک کی دیگر سیاسی جماعتوں سے بڑھ کر اس تحریک نے ادا کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ جس کا اعتراف کراچی میں امریکی سفیر نے اپنے ایک مراسلے میں یوں کیا:

"The only party to publicly protest the recent Swat Nizam-e-Adl regulations[1]"

''یہ واحد جماعت ہے جس نے عوامی سطح پر سوات نظام عدل ریگولیشن کی بھرپور مخالفت کی''۔

پھر جس طرح ایک لڑکی کی جعلی ویڈیو کی بنیاد پر ہنگامہ کھڑا کیا گیا اور اس کی بنیاد پر سوات ومالاکنڈ کے قبائلی مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا گیا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ چنانچہ اس جعلی ویڈیو کی بنیاد پر اس تحریک کی جانب سے شریعت کے نفاذ کے خلاف پروپیگنڈے کا جو طوفان کھڑا کیا گیا اور لوگوں کے سامنے اسلامی احکامات کی جس طرح سے ڈراؤنی منظر کشی کی گئی وہ ناقابل بیان ہے۔۵ اپریل ۲۰۰۹ء کو منایا جانے والا ''یوم سیاہ'' اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ جس میں اپنے زیر اثر علاقوں کو سیاہ جھنڈوں سے بھر دیا گیا تھا۔

---

[1] بحوالہ وکی لیکس

تحریک سے وابستہ کارکنان وہمدردوں کے لئے لمحۂ فکریہ:

شریعت کا حکم اس بارے میں واضح ہے کہ ایک مسلمان کا اہل ایمان کے مقابلے میں کافروں کے ساتھ مل کر لڑنا، اہل ایمان کی جاسوسی کرنا اور اُن کو گرفتار کرانا، اہل ایمان کے مقابلے میں کافروں کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کرنا خواہ وہ عسکری ہو یا غیر عسکری، اُن کو لاجسٹک سپورٹ فراہم کرنا، اُس کو دائرہ اسلام سے خارج کرکے "کافر و مرتد" بنادیتا ہے اور اُس کا نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا، زکوٰۃ وحج ادا کرنا کسی کام کا نہیں اور یہ جرم اُس کے پچھلے کئے گئے تمام نیک اعمال کو بھی ضائع کردیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ[1]

"اے اہل ایمان! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہرگز ہدایت عطا نہیں فرماتا"۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس بات سے بھی خبردار کیا ہے کہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنوں کو چھوڑ کر ان کافروں کو اپنا حمایتی، مددگار اور دوست بنائے گا تو اس کے نتیجے میں وہ ان یہودیوں اور عیسائی کافروں کی جماعت کا ہی فرد گردانا جائے گا۔ گویا یہ شخص اللہ رب العالمین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے مدمقابل

[1] سورۃ المائدۃ:۵۱۔

کافروں کی جماعت کا ایک کارکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کلیتاً بیزار اور لاتعلق ہوں گے۔"[1]

سورۃ البقرۃ کی آیت 28 کی تفسیر میں امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس آیت کریمہ کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو منع کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ کافروں کو اپنا حمایتی اور مددگار نہ بناؤ۔ وہ اس طرح کہ ان کے دین و مذہب کی بنیاد پر ان سے دوستیاں رچانے لگ جاؤ، مسلمانوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنے کے درپے ہو جاؤ اور کافروں کو مسلمانوں کے خفیہ راز اور معلومات فراہم کرنے لگ جاؤ۔ جو شخص ایسا رویہ اختیار کرے گا (فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ) یعنی اس طرح کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ اس سے لاتعلق ہو جائے گا۔ اس وجہ سے کہ وہ اسلام سے مرتد ہو چکا ہے اور کفر میں داخل ہو چکا ہے۔"[2]

یہ تو تھے چند مختصر حوالے، ورنہ دلائل تو اتنے کثیر ہیں کہ جن کو یہاں نقل کرنا ممکن ہی نہیں۔

یہ تمام دلائل اولاً اس شخص کے لئے لمحہ فکریہ ہیں جو کہ ایسی کسی بھی تحریک کا کارکن ہو، جس کا مسلمانوں خلاف جنگ میں کفار کے ساتھ قولی و عملی تعاون کسی سے بھی پوشیدہ نہیں اور جس کے اقراری اس تحریک کے قائد و دیگر رہنما بھی ہیں، اب بھی اگر ایسی کسی بھی تحریک سے لاتعلقی کا اظہار نہیں کرتا اور برضا و رغبت ان کے اہداف و مقاصد کی تکمیل کرتا رہتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے دین و ایمان سے محروم ہو چکا اور چاہے وہ لاکھ بار کلمہ پڑھتا رہے، نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ ادا کرتا رہے، وہ کسی کام آنے والے نہیں اور جو حکم "کافر و مرتد" کا ہوتا ہے، وہی حکم اس کا ہو گا۔

---

[1] تفسیر الطبری: ۲۷۷،۲۷۶/۶۔

[2] تفسیر الطبری: ۳۱۳/۶، تفسیر القرطبی: ۵۷/۴۔

جب تاتاریوں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا اور اپنے احکامات کو شریعت کے مقابلے میں نافذ کیا تو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ دیا کہ:

''من جَمَّزَ إلى مُعَسكَرِ التُّتَرِ وَ لَحِقَ بِهِمْ ارْتَدَّ وَ حَلَّ دَمُهُ وَ مَالُه، فَإذَا كَانَ هَذَا فِي مُجَرَّدِ اللُّحُوْقِ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَكَيْفَ بِمَنْ اعْتَقَدَ مَعَ ذَالِكَ أَنَّ جِهَادَهُمْ وَ قِتَالَهُمْ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ دِيْنٌ يُدَانُ بِهِ، هَذَا أَوْلَى بِالْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ۔''[1]

''جو شخص تاتاریوں کے معسکر (چھاؤنی) کی طرف بھاگا بھاگا جاتا ہے اور ان سے جاملتا ہے ،وہ شخص مرتد ہوجاتا ہے اور اس کا خون بہانا اور اس کا مال اپنے قبضہ میں لینا جائز ہے ۔مشرکین کے ساتھ صرف جاملنے کا یہ حکم ہے کہ وہ مرتد ہوجاتا ہے اور اس کو قتل کرنا اور اس کا مال قبضہ میں لینا جائز ہے۔تو اس شخص کے متعلق خود غور فرمالیں کہ جو اس بات کا اعتقاد اور نظریہ رکھتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ وقتال کرنا میرے دین ومذہب میں شامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ثانی الذکر شخص کفر وارتداد میں کہیں زیادہ آگے بڑھا ہوا ہے''۔

دوم یہ کہ ایسے لوگ جو کہ ایسی کسی بھی تحریک سے ہمدردی والفت رکھتے ہوں اور کسی بھی قسم کی معاونت کرتے ہوں، ان کے لئے بھی غور وفکر کا مقام ہے کہ ان کی کسی بھی ایسی تحریک سے وابستگی ان کے بھی دین وایمان کی اُسی طرح بربادی اور عذاب کا سبب بن سکتی ہے جس کے مستحق ایسی کسی بھی تحریک میں شامل لوگ ہوں گے۔

مفسر قرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((هُوَ مُشْرِكٌ مِثلُهُمْ ، لِأَنَّ مَنْ رَضِيَ بِالشِّرْكِ فَهُوَ مُشْرِكٌ))

---

[1] الدرر السنیۃ:۳۳۴/۷۔

''جو کسی کافر ومشرک سے دوستی کرے گا وہ ان کی طرح کا ہی مشرک ہو گا، اس لیے کہ جو شرک کو پسند کرتا ہے وہ بھی مشرک ہوتا ہے۔''[1]

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اسلام کا اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''الرِّضَاءُ بِالْكُفْرِ كُفْرٌ''[2]

''کفر کو پسند کرنا بھی کفر ہے''۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وَ قَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ((أَعْوَانُ الظَّلَمَةِ مِمَّنْ أَعَانَهُمْ ، وَ لَوْ أَنَّهُ لَاقَ لَهُمْ دَوَاءً ، أَوْ بَرَى لَهُمْ قَلَمًا)) ، وِمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يَقُوْلُ ((بَلْ مَنْ يَّغْسِلُ ثِيَابَهُمْ مِنْ أَعْوَانِهِمْ))''[3]

''سلف صالحین میں سے بہت زیادہ افراد کا یہ موقف ہے کہ ظالموں اور جابروں کے مددگاران لوگوں کے حکم ہی میں شامل ہیں جن کا وہ تعاون کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظالموں کے لیے محض دوادارو اور علاج معالجہ کا ہی بندوبست کریں یا محض ان کو قلم تراش کر ہی پیش کریں۔ بعض سلف نے تو یہاں تک کہا ہے کہ: ظالموں کے کپڑے دھونے والا بھی ان کے ساتھ ہو گا''۔

---

[1] تفسیر القرطبی:۹۴-۹۳/۸، تفسیر فتح القدیر للشوکانی:۵۲۹/۱، تفسیر أبی سعود:۲۴۶/۲۔
[2] تفسیر القرطبی:۴۱۸،۴۱۷/۵۔
[3] مجموع الفتاوی:۶۴/۷۔

شریعت کے نفاذ کی مخالفت

کفر کے سرداروں کی خواہش کے عین مطابق ملک کی اکثر سیاسی جماعتیں (پیپلز پارٹی، اے این پی وغیرہ) تو شریعت کے نفاذ ہی کی شدید مخالف ہیں اور کچھ جماعتیں ہیں جو کہ بظاہراً شریعت کے نفاذ کی مخالفت نہیں کرتیں لیکن شریعت کا نفاذ قوت کے ساتھ کرنے کی وہ بھی شدید مخالف ہیں۔

اور جہاں تک تعلق ہے "دینی" کہلانے والی جماعتوں کا، وہ اس معاملے میں گو کہ مخالف نظر نہیں آتیں مگر وہ بھی شریعت کے نفاذ کو کفر کے ہی طے کردہ "پرامن ذرائع" اور انسانی ہاتھوں کے تخلیق کردہ "آئین" کی دستاویزات سے مشروط کر دیتی ہیں، چاہے وہ آئین کفریہ قوانین سے بھرپور ہی کیوں نہ ہوں۔

مگر جہاں تک تعلق ہے اس تحریک کا، ملک کی تمام سیاسی جماعتوں میں سب سے بڑھ کر شریعت کی عملداری یا قوت کے ساتھ اس کے نفاذ کی مخالفت میں یہ تحریک ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ "ڈنڈا بردار شریعت" اور کلاشنکوف شریعت" نامنظور کے نعرے لگوا کر شریعت اور اس کے احکامات کی مخالفت و استہزا کو باقاعدہ مہم کے طور پر اختیار کرنا، واحد اس تحریک کا وطیرہ رہا ہے۔ شریعت کی عملداری اور اس کے نفاذ کی مخالفت میں باقاعدہ جلسے اور جلوس نکالنا، اپنے زیر اثر علاقوں میں چاکنگ کرنا اور پمفلٹ تقسیم کرنا اور شریعت کے استہزا و مخالفت پر مشتمل بینرز آوزاں کرنا کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔

۹/اپریل ۲۰۰۷ء کو اس تحریک کی طرف سے یہ بیان جاری کیا گیا کہ:

''جامعہ حفصہ اور لال مسجد میں کلاشنکوفیں اور ڈنڈا اٹھانے والے نام نہاد اسلام کے ٹھیکیدار سن لیں کہ ہم نے بھی چوڑیاں نہیں پہن رکھیں........کلاشنکوف شریعت کے اعلان کے خلاف 15 اپریل کو کراچی میں بڑی ریلی نکالیں گے''۔[1]

پھر اسی ضمن میں شرعی احکام کے استہزا اور اس کے انکار پر مبنی ایک سوال نامہ اس تحریک کی جانب سے 12 اپریل 2007ء کو روزنامہ جنگ میں شائع کیا گیا اور اپنے زیر اثر علاقے میں نہ صرف اس کو بطور پمفلٹ بڑی تعداد میں تقسیم کیا گیا بلکہ اپنے جلسوں میں لوگوں سے سوال کر کے اجتماعی طور پر اس کا نفی میں جواب لیا گیا۔ اس سوالنامہ میں کچھ نکات ایسے تھے جن سے یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ تحریک کس طرح شرعی احکامات کے استہزا اور دھجیاں اڑنے پر مصر ہیں۔ وہ یہ ہیں:

...... کیا خواتین ''غیر اسلامی'' شٹل کوک برقعہ پہننے پر تیار ہیں؟

...... کیا آپ کے خیال میں اسلام نے شیو بنانے کو حرام قرار دیا ہے؟

...... کیا آپ اسلام آباد میں لال مسجد اور مدرسہ حفصہ پر ڈنڈا بردار کلاشنکوفی قبضہ کر کے عوام پر جبراً اپنی خود ساختہ کلاشن کوفی شریعت نافذ کرنے والوں کے حق میں ہیں؟

...... کیا آپ وفاقی شرعی عدالت کی موجودگی میں ملاؤں کی خود ساختہ شرعی عدالتوں کے قیام کو جائز سمجھتے ہیں؟

ان سوالوں کا تفصیلاً جواب دینا یہاں ممکن نہیں۔ مختصراً یہ کہ ایک مسلمان اگر کسی شرعی حکم پر عمل نہ کر سکے، چاہے اپنی غفلت کی وجہ سے یا جان بوجھ کر، لیکن وہ اس عمل سے کافر نہیں ہوتا۔ مگر جو شخص کسی واضح شرعی حکم کا ہی انکاری ہو جائے بلکہ اس شرعی حکم کو ہی غیر اسلامی قرار دے دے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا ایمان سلامت نہیں رہتا۔

[1] روزنامہ ایکسپریس، 9 اپریل ۲۰۰۷ء۔

لہٰذا جو شخص عورتوں کے پردہ کرنے کو قرآن و سنت کے واضح احکامات کے برخلاف معاذ اللہ ''غیر اسلامی'' قرار دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے داڑھی رکھنے کا حکم دینے اور اس کے نہ رکھنے والے سے منہ پھیر لینے کے باوجو داڑھی نہ رکھنے یعنی شیو بنانے کو حرام نہ سمجھے، اور جو لوگ شریعت کے نفاذ کے لئے کھڑے ہوں ان کا استہزا و تمسخر کرتے ہوئے ان کی بھرپور مزاحمت کرے تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے دین و ایمان کی خیر منائے کہ کہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہے مگر شریعت کی نظر میں اس کی حیثیت کفر کرنے والوں کی ہو، اور جہاں تک تعلق ہے ملک میں قائم نام نہاد ''شرعی عدالتوں'' کی حیثیت کا، تو اگر کوئی ان عدالتوں کو ''شرعی'' سمجھتا ہے، تو اس ضمن میں صرف چند سوالوں کے جواب مطلوب ہیں؟

اولاً یہ کہ جب ملک میں شرعی عدالتیں موجود ہیں تو پھر دوسرے متوازی عدالتی نظام کی موجودگی کا کیا مطلب ہے؟ اور دوم یہ کہ اگر شرعی عدالت کوئی فیصلہ دے تو دوسری متوازی عدالت میں اس فیصلے کے خلاف اپیل کا حق کیا معنی رکھتا ہے؟ سوم یہ کہ شرعی عدالت کے فیصلے کو دوسری متوازی عدالتیں کیوں کالعدم قرار دے سکتی ہیں؟ اس بات کا عملی ثبوت یہ ہے کہ جب ملک میں شرعی عدالتوں نے ایک طویل عرصے کی سماعت کے بعد بڑی ہمت کر کے بینک انٹرسٹ کو ''سود'' قرار دیتے ہوئے ختم کرنے کا حکم دیا تو اس کو دوسری متوازی عدالت نے اس فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اس بینک انٹرسٹ کو دوبارہ جائز قرار دے دیا۔ بتایئے کسی شرعی حکم کے مطابق فیصلے کو ''کالعدم'' قرار دینے کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ کھلم کھلا کفر نہیں؟

بہر حال! پھر 15 اپریل 2007ء کو کراچی میں ''ڈنڈا بردار کلاشنکوفی شریعت نامنظور'' ریلی منعقد کی گئی۔ جس میں اس تحریک کے قائد نے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے خلاف جلد از جلد کاروائی کرنے ورنہ بصورت دیگر ''دمام دم مست قلندر'' کرنے کی دھمکی دینے کے ساتھ ساتھ لال مسجد و جامعہ حفصہ کے طلبہ و طالبات کو منافقین کا ٹولہ قرار دیا۔ وہ کہتے ہیں:

"(حکومت) مذہبی انتہاپسندوں کی جانب سے جامعہ حفصہ اور لال مسجد پر کیا جانے والا غیر قانونی قبضہ فوری ختم کرائے اور لوگوں کو تحفظ فراہم کرے ورنہ اس کا شدید رد عمل اور "دمام مست قلندر" ہوگا........ میں نے پاکستان کی عوام کو پیغام دے دیا ہے کہ ایسے انتہاپسندوں کے خلاف متحدہ ہراول دستے کا کردار ادا کرے گی........ گناہوں کے عذاب دینے کا کام اللہ کا ہے نہ کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے "ڈنڈابردار منافقین" کا........ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پھیلانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی"۔[1]

غور کرنے کی بات ہے کہ یہ اس تحریک کے طرز فکر میں عجیب تضاد نہیں کہ ایک طرف وہ شریعت کے نفاذ کی بزورِ قوت شدید مخالف ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ اپنے نظریات وافکار کو زبردستی اپنے کارکنان اور عوام الناس پر تھوپنے پر مصر نظر آتی ہے۔ اس تحریک کے قائد کی طرف سے جب بھی کوئی "حکم" آتا ہے چاہے وہ اس تحریک کے اندورنی معاملات سے متعلق ہو یا پھر ملکی طور پر کوئی واقعہ سے متعلق، اس کو پوری قوت سے اپنے زیر اثر علاقوں میں نافذ کیا جاتا ہے۔ (جیسے کہ ہڑتال کی کال پر اپنے زیر اثر علاقوں میں زور زبردستی سے کاروبار بند کرانا، زکوۃ، فطرہ اور قربانی کی کھالیں دھونس ودھمکی سے وصول کرنا اور لوگوں کے مال پر مختلف طریقوں اور بہانوں سے ناحق ڈاکہ ڈالنا اور انکار یا مزاحمت کی صورت میں ناحق ان کی جان لینا اب تو معمول کی بات بن چکا ہے اور اب معاملہ یہ ہے کہ اب ہر سیاسی گروہ نے یہ طرز فکر اپنالیا ہے جو کسی سے مخفی نہیں)۔ اس بات کا اعتراف تو خود کراچی میں امریکی سفیر نے اپنے ایک مراسلے میں یوں کیا:

"The party operates through its 100 Sector Commanders,who take their orders directly from the party leader, Altaf Hussain, who lives in exile in the United Kingdom".

---

[1] دیکھئے http://www.mqm.org/news-2007/apr/n04-15.pdf

"یہ تحریک (شہر کے معاملات کو) اپنے سو کے قریب سیکٹر کمانڈرز کے ذریعے کنٹرول کرتی ہے جو کہ لندن میں مقیم اپنے قائد الطاف حسین سے براہ راست احکامات وصول کرتے ہیں"۔[1]

اور حال یہ ہے کہ جو کوئی چاہے وہ اس تحریک کا کارکن ہو یا عام شہری اگر وہ ان تمام مظالم پر آواز اٹھائے یا اس کی مخالفت کرے اس کے لئے موت کا پروانہ جاری کر دیا جاتا ہے اور اس کے لئے دلیل اور ثبوت ایک ہی ہوتا ہے، وہ یہ کہ:

"جو قائد کا غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے"۔

کیا کسی قائد کے رڈی افکار کو بزورِ قوت نافذ کیا جانا تو صحیح قرار پائے مگر اللہ رب العزت جو اصل خالق ومالک ہے اور وہ ہی زمین وآسمان کا وارث ہے اور سب کو بالآخر اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اس کی نازل کردہ شریعت کا بزورِ قوت نفاذ غلط اور ظلم قرار پائے۔

تھوڑی سی بھی عقل و فہم رکھنے والا شخص یہ بات جانتا ہے کہ دنیا میں کوئی نظام بغیر "قوتِ نافذہ" (Authority) کے نہ چل سکتا ہے اور نہ ہی وہ نظام کہلانے کا حقدار ٹھہرتا ہے بلکہ وہ کتابوں کی زینت بن جاتا ہے۔ جب رب کائنات نے یہ اعلان کر دیا کہ:

اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ [2]

"بے شک اللہ کے نزدیک دین (نظام) صرف اسلام ہے"۔

---

[1] بحوالہ وکی لیکس۔

[2] آل عمران:۱۹۔

اور ہر مسلمان بھی یہ ایمان رکھتا ہے کہ اسلام ایک مکمل ''نظام حیات'' ہے تو پھر کیوں اس کے نفاذ کے لئے ''قوت'' کے استعمال کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔

کیا اللہ رب العزت کا عطا کردہ نظام اتنا حقیر اور ذلیل ہے کہ دنیا بھر کے کفریہ و شرکیہ آئین جو کہ انسانی اذہان کی پیداوار ہیں، ان کے نفاذ کے لئے قوت کے استعمال کو جائز قرار دیا جائے مگر دین اسلام کے نفاذ کے لئے قوت کے استعمال کو ناجائز قرار دیا جائے۔

ہر گز نہیں! اللہ رب العزت کی شریعت اس لئے نازل نہیں کی گئی کہ اس کو ردّی افکار اور باطل نظریات سے بھی گیا گزرا سمجھا جائے بلکہ اس لئے نازل کی گئی کہ اس کے احکامات کو بزورِ قوت نافذ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ[1]

''ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں اور ترازو (یعنی نظامِ عدل وقسط) نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے (اس کام کی تکمیل کے لئے) لوہا نازل کیا جس میں جنگ کرنے کی بڑی صلاحیت ہے''۔

اور پھر اس تحریک کے قائد کا یہ کہنا کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تلوار نہیں اٹھائی''، دراصل تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کے بنیادی اصولوں سے بھی انحراف کے مترادف ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس نبی کو خود اللہ رب العزت نے یہ حکم دیا ہو کہ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ[2] ''جنگ کرو اللہ کی راہ میں'' اور پھر اہل ایمان کے بارے میں فرمایا ہو کہ وَحَرِّضِ

[1] الحدید:۲۵۔

[2] النسآء۔

الْمُؤْمِنِيْنَ[1] "اور اہل ایمان کو بھی اس پر ابھاریئے"، تو کیا اس نبی نے اللہ رب العزت کے اس حکم سے اعراض کیا ہو گا؟

ہر گز نہیں! جنگ بدر و احد اور خندق و تبوک اس بات کی گواہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کے اُسی حکم پر عمل کے لئے یہ جنگیں لڑیں، جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))[2]

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک وہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی گواہی نہ دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، جب وہ یہ کام کریں گے تو ان کا مال اور جان محفوظ ہے سوائے اس حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔"

یہاں بعض لوگ اور اس تحریک کے قائد بھی سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۵۶ کے اس حصے:

لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[3]

"دین میں کوئی جبر نہیں"۔

---

[1] النسآء۔

[2] صحیح البخاری، ج:۱، ص:۱۷، رقم الحدیث:۲۵۔

[3] البقرۃ۔

کی غلط اور خود ساختہ تفسیر سے عوام الناس کے ذہنوں میں یہ مغالطہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ لہٰذا از روئے قرآن کریم شریعت کا بزورِ قوت نفاذ جائز نہیں۔

اوّل تو اس مغالطے کا رد درج بالا آیت اور حدیث سے ہی ہو جاتا ہے۔ مگر پھر بھی ہم سورۃ البقرۃ کی مذکورہ آیت کی تفسیر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور مفسرین قرآن کی زبانی سمجھ لیتے ہیں تاکہ اصل حقیقت واضح ہو جائے۔

''جبر واکراہ'' سے مراد صرف کافر کو زبردستی مسلمان بننے پر مجبور کرنا ہے:

تمام مفسرین وفقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ سورۃ البقرۃ کی آیت کے مذکورہ حصے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کو اسلامی احکامات ماننے پر مجبور کرنا ''جبر و اکراہ'' ہے بلکہ اس سے کسی کافر کو اسلام داخل کرنے پر مجبور کرنا مراد ہے۔ جیسا کہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں:

''لا تکرھوا أحدًا علی الدخول فی دین الاسلام''[1]

''کسی کافر کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے مجبور نہ کرو''۔

پھر اس آیت سے متعلق اکثر مفسرین صحابہ کرام کے اقوال کی روشنی میں کہتے ہیں کہ یہ آیت صرف اہل کتاب (عیسائیوں اور یہودیوں) سے متعلق ہے۔ جس میں صرف ان کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر وہ اسلام کو قبول نہیں کرتے تو پھر اسلام کو بطور نظام قبول کرتے ہوئے ''جزیہ'' ادا کریں تو ان کی جان و مال کو تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ باقی رہے دوسرے قسم کے کافر، تو ان کو کسی مسلمانوں کی جانب سے پناہ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۶۸۲۔

مل جانے یا پھر دارلاسلام کا ان سے کسی قسم کا معاہدہ ہو جانے یا پھر ان کے اسلام قبول کر لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔[1]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فمن عدل عن الکتاب قوم بالحدید؛ ولھذا کان قوام الدین بالمصحف والسیف۔ وقد روي عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما قال:((أمرنا رسول اللہ ﷺ أن نضرب بھذا)) یعنی السیف من عدل عن ھذا یعنی المصحف''[2]

''پس جو شخص کتاب اللہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے، اُسے لوہے (یعنی تلوار) سے سیدھا کیا جائے، اس لئے کہ دین کا قیام، دین کی مضبوطی اور پائیداری کتاب اللہ اور شمشیر سے ہوتی ہے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے:((اَنْ نَضْرِبَ بِھٰذَا)) ''یعنی تلوار سے اُسے ماریں جو قرآن سے منہ موڑے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کرتے ہیں،، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (صلحِ حدیبیہ کے ایک سال بعد) عمرۂ قضا کے لیے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے یہ رجزیہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے:

''خلوا بنی الکفار عن سبیلہ، قد انزل الرحمن فی تنزیلہ، بان خیر القتل فی سبیلہ، نحن قتلنا لکم علی تاویلہ، کما قتلنا کم علی تنزیلہ''

---

1 تفصیل کے لئے قدیم کتب تفاسیر اور کتب فقہ ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

2 السیاسۃ الشرعیہ: باب کیفیۃ معرفۃ الأصلح فی الولایۃ، ص۱۹۔

"اے کافروں کی اولاد! رسول اللہ ﷺ کا راستہ چھوڑ دو، بے شک مہربان اللہ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ: "بہترین قتل وہ ہے جو اس کی راہ میں ہو"۔ (لہٰذا) ہم تم کو قتل کریں گے اس قرآن کی مراد (یعنی معانی و احکامات) منوانے پر بھی، جیسا کہ ہم نے تم کو قتل کیا ہے اس کے نزول کے منوانے پر"۔[1]

اب خود ہی فیصلہ کرلینا چاہیے کہ شریعت کے نفاذ سے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور مفسرین کی تفسیر کو مانا جائے یا پھر اس تحریک کے قائد کی خود ساختہ تفسیر کو تسلیم کیا جائے۔

آخر میں اگر اس بات کی طرف بھی اشارہ کردیا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ شریعت کے قوت کے ساتھ نفاذ کے معاملے میں اس تحریک کے قائد اور قادیانیت کے نظریات میں کوئی خاص فرق نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اپنی کتاب میں کہتا ہے:

"جب سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا ہے، اب اس کے بعد جو دین کے لئے "تلوار" اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا کا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے"[2]

ایک اور جگہ اپنے اشعار میں کہتا ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستوں خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور "قتال"
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد[3]

[1] رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد، ج:۶، ص:۱۴۷۔ فتح الباری لابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ج:۱۲ ص:۶۵۔

[2] منارۃ المسیح ص ب ت۔

[3] ضمیمہ تحفہ گولڑیہ صفحہ ۳۹۔

پس جو کوئی بھی اپنے ایمان و اسلام کی سلامتی چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ایسے نظریات و افکار سے توبہ کرلے چاہے اس کا تعلق کسی بھی گروہ سے ہو اور یہ کہ اس تحریک کے کارکنان و ہمدردوں کو بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا وہ کہیں ایسے نظریات و افکار کو تو Follow نہیں کررہے ہیں جو کہ روزِ قیامت سوائے حسرت وندامت کے علاوہ کسی اور چیز میں اضافہ کا سبب نہ بن سکیں گے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ نِ الْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ○قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [1] ○

"اے دیکھنے والے! کاش کہ تو ان ظالموں کو (جنہوں نے اللہ احکامات کے بجائے کسی اور کی حکم بجا آوری کی) اس وقت دیکھتا جبکہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوئے ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے۔ کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نے ہوتے تو ہم مومن (اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے) ہوتے۔ تو بڑے لوگ ان کمزوروں کو جواب دیں گے کہ کیا تمہارے سامنے ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟ (نہیں) بلکہ تم خود مجرم تھے۔ (اس کے جواب میں) یہ کمزور لوگ ان بڑوں سے کہیں گے کہ (نہیں نہیں) بلکہ تم دن رات کے مکر و فریب سے ہمیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا تمہارا حکم دینا ہی ہمیں ایمان سے محروم کرنے کا باعث بنا! اور

[1] سبا: ۳۱ تا ۳۳۔

عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل پشیمان ہو رہے ہوں گے اور انکار کرنے والوں کی گردنوں ہم طوق ڈال دیں گے انہیں صرف ان کے کئے کرائے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا"۔

اختتامیہ

اردو بولنے والوں سمیت ہر ایک کے مسائل کا واحد حل

جہاں تک تعلق ہے اردو بولنے والوں سمیت ہر ایک کے معاشی استحصال اور مسائل کا تو اس کا حل صرف اور صرف شریعت کے نفاذ میں ہے۔ کیوں کہ اسلام کا عطا کردہ نظام ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو کہ وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے اور معاشرتی، معاشی اور سیاسی ناہمواریوں اور ناانصافیوں کو ختم کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ[1]

"جو لوگ رسول نبی امی کا اتباع کرنے والے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کو حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق پڑ گئے تھے ان کو دور کرتے ہیں"۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے شاہ ایران کسریٰ کے دربار میں کہے تھے:

[1] الاعراف:۷:۱۵۷۔

((فَقَالَ اللّٰهُ ابْتَعَثْنَا لِنُخْرِجَ النَّاسَ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ إِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ وَحْدَهُ، وَمِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا إِلٰى سَعَتِهَا، وَمِنْ جَوْرِ الْأَدْيَانِ إِلٰى عَدْلِ الْإِسْلَامِ)) [1]

''بے شک اللہ نے ہمیں بھیجا ہے تاکہ ہم نکالیں انسانوں کو بندوں کی عبادت سے، اللہ وحدہ کی عبادت کی طرف اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف اور (باطل) ادیان کے ظلم وستم سے اسلام کے عدل کی طرف۔''

مذکورہ بالا آیت میں ''يَأْمُرُهُمْ'' کے جملے سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جب نیکیوں کو معاشرے میں رائج اور نافذ کیا جاتا ہے اور برائیوں کی قوت کے ساتھ بیخ کنی کی جاتی ہے تو لوگوں کے گلوں میں جو ظلم و جبر کے طوق جاہلیت کی بنیاد پر پہنا دیئے جاتے ہیں وہ خود بخود اتر جاتے ہیں ورنہ بصورت دیگر ظلم و جبر کے طوق اور بھاری ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس بات کو مزید سمجھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل مدینہ کے دو قبائل اوس و خزرج کی مثال ہی کافی ہے۔ چنانچہ جب شریعت نہیں تھی تو جنگل کا قانون رائج تھا اور جاہلیت کا دور دورہ تھا اور طاقت کی بنیاد پر ایک گروہ دوسرے گروہ پر ناحق طریقے سے غالب تھا۔

ان دونوں قبائل کے درمیان تاریخ انسانی کی وہ بھیانک جنگ لڑی گئی جو کہ نسل در نسل چلتی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خزرج قبیلہ اوس قبیلے پر غالب آگیا۔ پھر انصاف کا پیمانہ یوں ٹھہرا کہ اگر اوس قبیلے کا فرد خزرج قبیلے کے فرد کے ہاتھوں مارا جاتا تو بدلے میں صرف چند کھجوروں کے ٹوکرے دیئے جاتے اور اگر خزرج قبیلے کا فرد اوس قبیلے کے ہاتھوں مارا جاتا تو بدلے میں قبیلہ اوس کے تین افراد کو قتل کیا جاتا اور یہ قانون دونوں قبیلوں نزدیک کے متفقہ تھا۔

[1] البدایۃ والنہایۃ، ج:۷، ص:۴۷۔

مگر جب یہ دونوں قبیلے اسلام سے سرفراز ہوئے اور اسلام کو بطور نظام نافذ کرنے پر متفق ہو گئے تو اللہ رب العزت نے ان کو باہم شیر و شکر کر دیا اور یوں ظلم و جبر پر مبنی جاہلی نظام کا خاتمہ ممکن ہوا اور آج ہم ان کو ''انصارِ مدینہ'' کے نام کے ساتھ ادب سے پکارتے ہیں (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ)

چنانچہ آج اگر ہم معاشرتی ناہمواریوں اور معاشی استحصال کا خاتمہ چاہتے ہیں تو اس کا واحد حل ''شریعت اسلامی'' کے نفاذ میں ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور صورت اختیار کرنے میں سوائے گھاٹے اور خسارے کے کچھ اور ہاتھ آنے والا نہیں۔ لہٰذا نجات اسی میں ہے کہ ہماری ساری ہمدردیاں اور سپورٹ اس گروہ کے ساتھ ہو جانے چاہیے جو کہ دین حق کے نفاذ کے لئے اللہ کے دشمنوں اور کفر کے سرداروں سے لڑ رہے ہیں اور اپنی جان و مال اس راہ میں لٹا رہے ہیں کیونکہ یہی وہ گروہ ہے جس کے حق پر ہونے کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دی:

((لَنْ يَبْرَحَ هذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ))[1]

''یہ دین قائم رہے گا کیونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے (قیام کے) لئے قتال کرتی رہے گی قیامت واقع ہونے تک''۔

((لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى أَمْرِ اللَّهِ قَاهِرِينَ لِعَدُوِّهِمْ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى تَأْتِيَهُمْ السَّاعَةُ))[2]

1 صحیح مسلم، ج:۱۰، ص:۳۸، رقم الحدیث:۳۵۴۶۔ کنز العمال، ج:۱۲، ص:۱۶۴، رقم الحدیث:۳۴۴۹۵۔
2 صحیح مسلم، ج:۱۰، ص:۴۲، رقم الحدیث:۳۵۵۰۔

”میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، یہ لوگ دشمنوں پر چھائے رہیں گے، جس کسی نے ان کی مخالفت کی وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے اور اسی طریقے پر قائم رہیں گے۔“

((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَلَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))[1]

”اللہ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ دیدیتا ہے اور قیامت تک مسلمانوں میں سے ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی اور اپنے سے الجھنے والوں پر غالب رہے گی۔“

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ[2]

”اور اللہ تعالیٰ اپنے ہر کام پر پوری طرح غالب ہے لیکن لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی“۔

1 صحیح مسلم، ج:۱۰، ص:۴۱، رقم الحدیث:۳۵۴۹۔

2 یوسف:۲۱۔